REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPER FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO-P/GDP-23

جلد ۴۳ — شمارہ ۳۵

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ: سالانہ ۱۰۰ روپے۔ بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن۔ بذریعہ بحری ڈاک دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

ہفت روزہ بدر قادیان — ۱۴۳۵۱۶

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

۲۳ ربیع الاول ۱۴۱۵ ہجری — یکم تبوک ۱۳۷۳ ہش — یکم ستمبر ۱۹۹۴ء

اخبار احمدیہ

فرینکفرٹ ۲۷ اگست۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں کل یہاں ناصر باغ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ جرمنی کے سالانہ جلسہ کا افتتاح فرمایا اور جلسہ مستورات سے خطاب فرمایا۔

آج ہندوستان وقت کے مطابق شام پانچ بجے عالمی بیعت کی تقریب منعقد ہوئی اللہ تعالیٰ حضور انور کا سفر و حضر میں حامی و ناصر ہو اور آپ کے دور سعید میں اسلام کو عظیم الشان عالمگیر غلبہ عطا فرمائے۔ آمین

ر۔ ب

جلسہ سالانہ قادیان

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سال جلسہ سالانہ قادیان ۲۶۔۲۷۔۲۸ فتح (دسمبر) ۱۳۷۳ ہش (۱۹۹۴ء) کی تاریخوں میں منعقد کئے جانے کی منظوری مرحمت فرمائی۔

احباب کرام اس عظیم الشان روحانی جلسہ میں شرکت کے لئے ابھی سے عزم کرتے ہوئے تیاری شروع فرمائیں اور دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو بہت بابرکت فرمائے۔ آمین

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

تمہارے اعمال تمہارے احمدی ہونے پر گواہی دیں

ملفوظات سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"ایک انسان جو دعا نہیں کرتا اس میں اور چارپائے میں کچھ فرق نہیں ایسے لوگوں کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ یَاْکُلُوْنَ کَمَا تَاْکُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًی لَّھُمْ یعنی چارپایوں کی زندگی بسر کرتے ہیں اور جہنم ان کا ٹھکانہ ہے۔ پس اگر تمہارے بیعت کا اقرار صرف زبان تک محدود رہا تو یہ بیعت کچھ فائدہ نہ پہنچائے گی۔ چاہیئے کہ تمہارے اعمال تمہارے احمدی ہونے پر گواہی دیں۔ میں ہرگز یہ بات نہیں مان سکتا کہ خدا تعالیٰ کا عذاب اُس شخص پر وارد ہو جو اسی کی راہ میں ذلت اور عاجزی اختیار کرتا ہے۔ یہ سچی اور صحیح بات ہے۔ مرنا تو بے شک سب نے ہے مگر یہ موتیں جو آج کل ہو رہی ہیں یہ تو ذلت کی موتیں ہیں خدا تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے کہ ایک ابھی دفن نہیں ہوا تھا کہ دوسرا جنازہ تیار ہے۔ پس راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں مانگو کوٹھڑی کے دروازے بند کر کے تنہائی میں دعا کرو کہ تم پر رحم کیا جاوے۔ اپنا معاملہ صاف رکھو کہ خدا کا فضل تمہارے شامل حال ہو جو کام کرو نفسانی غرض سے الگ ہو کر کرو تا خدا تعالیٰ کے حضور اجر پاؤ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نسبت روایت ہے کہ ایک کافر نے جس پر قابو پا چکے تھے ان کے منہ پر تھوک دیا آپ نے چھوڑ دیا اس نے پوچھا یہ کیوں تو فرمایا اب میرے نفس کی بات درمیان میں آ گئی۔ اس نے جب یہ دیکھا کہ یہ لوگ تعالیٰ کا منشا سے اس قدر الگ ہیں تو مسلمان ہو گیا۔ ایسے ایسے عملی نمونوں سے وہ کام ہو سکتا ہے۔ جو کبھی تقریریں اور وعظ نہیں کر سکتے۔"

(ملفوظات جلد پنجم طبع جدید صفحہ ۷۸۲)

خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۶ اگست ۱۹۹۴ء بمقام ناصر باغ جرمنی

جماعت احمدیہ کے نصب العین میں یہ بات داخل ہے کہ ہم نیکیوں کی طرف بلائیں اور بدیوں سے روکیں

یہی وہ ہتھیار ہیں جن کے ذریعے اسلام کیلئے ہم نے عالمی جنگ جیتنی ہے

از سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

گروس گیراؤ۔ جرمنی (ایم۔ ٹی۔ اے) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج یہاں جماعت احمدیہ جرمنی کے سالانہ اجتماع ۲۶، ۲۷، ۲۸ اگست ۱۹۹۴ء کا افتتاح خطبہ جمعہ سے فرماتے ہوئے اپنے گزشتہ خطبات جمعہ کے تسلسل میں جماعتی تربیتی کے متعلق مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے آیت قرآنی

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (آل عمران: ۱۰۵)

کی تلاوت کی اور اس کا ترجمہ کرتے ہوئے فرمایا کہ:

چاہیئے کہ تم میں سے ایک قوم ایسی ہو جو لوگوں کو بھلائی کی طرف بلاتے اور بری باتوں سے روکتی رہے ایسا کرنے والے ضرور کامیاب ہوں گے۔

پھر فرمایا جماعت احمدیہ کے نصب العین میں یہ بات داخل ہے کہ ہم نیکیوں کی طرف بلائیں اور بُرے کاموں سے روکیں یہی وہ ہتھیار ہیں جن کے ذریعے اسلام کے لئے ہم نے عالمی جنگ جیتنی ہے۔ اور ان ہتھیاروں کو روزمرہ استعمال کرنا اور عادت بنا لینا ایک ایسا فریضہ ہے جسے توجہ کے ساتھ ادا کرنا چاہیئے۔

مگر نصیحت کے ضمن میں حضور انور نے فرمایا کہ نصیحت وہ کامیاب ہوتی ہے جو تحکم سے خالی ہو جس میں اُلٹ رہو جو طعنوں سے دور ہو۔ ایسی ہی نصیحتیں ہیں جو دلوں سے نکلتی ہیں اور دلوں پر اثر کرتی ہیں۔

حضور نے فرمایا بعض لوگ وہ ہیں جو اپنی ذمہ داریوں اور عہدوں کی مجبوریوں کی وجہ سے نصیحت کرتے ہیں (باقی صفحہ ۱۱ پر)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ہفت روزہ بدر قادیان
یکم تبوک ۱۳۷۳ ہش

کبھی تو سچ بولو!

گذشتہ گفتگو میں ہم عرض کر چکے ہیں کہ جب سے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی نشریات کا سلسلہ شروع ہوا ہے عرب و عجم کے ملاؤں میں ایک عجیب قسم کی بے چینی اور آتش حسد پائی جاتی ہے اور وہ جھوٹ سے لیس اپنے پرانے زنگ آلود مخالفت کے ہتھیاروں کو لے کر پھر سے میدان میں نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ اس کی جھلک جہاں عرب کے اخبارات و رسائل میں نظر آ رہی ہے وہاں ان کے حوالے سے ہندوستان پاکستان اور دیگر پڑوسی ممالک کے بعض متعصب مسلم اخبارات و رسائل میں بھی دیکھی جا سکتی ہے۔

ہمارے سامنے اس وقت اسلامی یوا سنگھ نیپال کا سہ ماہی رسالہ "پیغام" (مارچ ۱۹۹۴ء) ماہنامہ "افکار ملی" نئی دہلی جولائی ۱۹۹۴ء۔ ہفت روزہ "ترجمان" دہلی ۲۲ اپریل ۱۹۹۴ء (ماہنامہ "خیر امت" دہلی جولائی ۱۹۹۴ء) اسی طرح بنگلور سے شائع ہونے والا روزنامہ "سالار" کی کاپیاں اور بعض اخبارات کے تراشے رکھے ہوئے ہیں۔ ان سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ یہ رسائل اپنے آقاؤں کے اشاروں پر ان دنوں میدان مخالفت میں پیش پیش ہیں۔ چنانچہ آج سے دس سال قبل "روزنامہ جدید اردو رپورٹر" بمبئی نے اپنی ۲۰ دسمبر ۱۹۸۴ء کی اشاعت میں نئی دنیا دہلی ۲۶ جون ۱۹۷۴ء کے حوالہ سے لکھا تھا:۔

"آج سے دس سال قبل دہلی کے ہفت روزہ اخبار نئی دنیا نے مندرجہ ذیل انکشاف کیا چونکہ قادیانی لوبالقول خود احمدی) مبلغ یورپ اور افریقہ میں عیسائیت کا زور توڑنے میں لگے ہوئے ہیں اور مشنری ان کے مقابلہ میں عاجز آ چکے ہیں اس لئے ہمارا خیال ہے کہ پاکستان کی خانہ جنگی میں ان کا (یعنی عیسائی مشنریوں کا۔ ناقل) بڑا ہاتھ ہے۔ عیسائی مشنری چاہتے ہیں کہ خود مسلمانوں کے ہاتھوں قادیانی فرقے کو اس قدر کمزور کر دیا جائے کہ ان میں عیسائیوں کا مقابلہ کرنے کی سکت ہی نہ رہے۔ عیسائی مشنری اپنے سرمائے کے زور پر ہر قسم کے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں اور مسلمانوں کو پتہ ہی نہیں چلتا کہ ان کے پیچھے سازش کے بارود کا کھاتہ نے ڈالا کون ہے۔"

(نئی دنیا ۲۶ جون ۱۹۷۴ء)

یہ عجیب بات ہے کہ جماعت احمدیہ یورپ یا افریقہ میں جب کوئی تبلیغ کا اہم کام سرانجام دے رہی ہوتی ہے تو پاکستان میں عیسائی دنیا خود مسلمانوں کے ہاتھوں جماعت احمدیہ کے خلاف کوئی ہنگامہ کروا دیتی ہے۔"

(جدید اردو رپورٹر ۲۰/۱۲ شمارہ ۲۲ جلد ۵)

پس اب بھی مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے اجراء پر ان کی یکجائی طور پر پُر زور مخالفت کہیں انہی عیسائی آقاؤں کے حکم پر تو نہیں؟

خیر اس بات کو حوالہ بخدا کرتے ہوئے ہم اپنے قارئین کی خدمت میں مذکورہ رسائل میں سے ماہنامہ "افکار ملی" دہلی کی ایک عبارت پیش کرتے ہیں۔ رسالہ مذکور لکھتا ہے:۔

"احمدیہ جماعت کے تانے بانے اسرائیل، جرمنی اور لندن سے جا ملتے ہیں۔ خود ہندوستان کی فسطائی طاقتیں اپنی جارحیت کے ذریعہ مسلمانوں کے اسلامی تشخص کو ختم کرنے کے درپے ہیں تو دوسری طرف قادیانی کتاب و سنت کی گمراہ کن تشریح و تفسیر سے عام مسلمانوں کو جو قادیانیت کے فتنہ سے پوری طرح واقف نہیں ہیں غلط مضیانہ اصطلاحات میں الجھا کر اسلام سے دور اور قادیانیت سے قریب کرنے کی مذموم کوشش کر رہے ہیں۔"

ویسے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ دیکھنے والے تمام حضرات جانتے ہیں کہ یہ ٹیلی ویژن مسلمانوں اور غیر مسلموں کو اسلام سے دور کر رہا ہے یا نزدیک کر رہا ہے۔ جس ٹیلی ویژن پر تلاوت قرآن مجید ہوتی ہو احادیث نبویہ کا درس ہو نماز روزہ کی تلقین کی جائے اگر یہ ان کے نزدیک غیر اسلامی ہے تو پھر یہ جھوٹا پروپیگنڈہ ان کو مبارک ہمارے لئے یہی غیر اسلامی باتیں ٹھیک ہیں۔ لیکن ان سب باتوں کو چھوڑتے ہوئے ہم آج کی گفتگو میں رسائل مذکورہ بالا میں مشترک ایک لغو اور بے ہودہ اعتراض کا جواب دیتے ہیں جس میں جماعت احمدیہ کے متعلق کہا گیا ہے کہ یہ

انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہے جسے انگریزوں نے اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے ایک ایسے شخص کے ذریعہ لگایا

جس نے تسموال انگریزوں کے تمام عیسائیوں

کے موعود مسیح اور مسلمان کے مہدی ہونے کا اعلان کر رکھا تھا اور جس کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ مسیح جس کا انگریز اور مسلمان انتظار کر رہے ہیں فوت ہو چکا ہے اس کی قبر سرینگر کشمیر محلہ خانیار میں ہے اور جس کا یہ اعلان ہے کہ میں عیسائیوں کے صلیبی عقیدہ کو پاش پاش کرنے کے لئے خدا کی طرف سے مبعوث کیا گیا ہوں۔ بڑی عجیب بات ہے کہ انگریز جیسی عقلمند قوم جس نے ایک زمانہ میں کل عالم پر اپنی دھاک بٹھا دی تھی۔ اسے ہندوستان کے مسلمانوں کو عقیدہ جہاد سے ہٹانے کے لئے پنجاب کے ایک گمنام دیہات میں سے اگر کوئی آدمی ملا تو وہ بھی ایسا جو کہ انگریزوں کے مذہبی عقیدہ کو جڑ سے اکھیڑنے کا دعویدار تھا۔ حالانکہ انگریزوں نے ہندوستان اور دیگر ممالک میں اپنی آمد کے مقاصد میں سے ایک عظیم مقصد یہ بتایا تھا کہ وہ ان ممالک میں اس لئے آئے ہیں تا یہاں کے کل باشندوں کو عیسائی بنا دیں چنانچہ زمانہ انگلشیہ میں ہندوستان کے وائسرائے لارڈ لارنس نے کہا تھا:

"کوئی بھی چیز ہماری سلطنت کے استحکام کا اس امر سے زیادہ موجب نہیں ہو سکتی کہ ہم عیسائیت کو ہندوستان میں پھیلا دیں۔"

(Lord Laurence Life VOL 2 P-313)

اور پنجاب کے گورنر سر ڈونلڈ میکلوڈ نے لکھا تھا۔

"میں اپنے اس یقین کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہم سرزمین ہند میں اپنی سلطنت کا تحفظ چاہتے ہیں تو ہمیں انتہائی کوشش کرنی چاہیئے کہ یہ ملک عیسائی ہو جائے۔"

(The Mission by clark P.47 London 1904)

اب سنئے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جن پر انگریزوں کے مفادات کے تحفظ کا الزام لگایا جاتا ہے کیا فرماتے ہیں:۔

"اے مسلمانو! سنو اور غور سے سنو!! کہ اسلام کی تاثیر کو روکنے کے لئے جس قدر پیچ دار افتراء اس عیسائی قوم میں استعمال کئے گئے اور پُر مکر حیلے کام میں لائے گئے اور ان کے پھیلانے میں جان توڑ کر مال کو پانی کی طرح بہا کر کوششیں کی گئیں یہاں تک کہ نہایت شرمناک ذریعے بھی جس کی تشریح سے اس مضمون کو منزہ رکھنا بہتر ہے اس راہ میں ختم کئے گئے۔"

(فتح اسلام صٓ)

اسی طرح آپ نے عیسائی پادریوں کو دجالی گروہ قرار دیتے ہوئے فرمایا:۔

"اور جس قدر اسلام کو ان لوگوں کے ہاتھ سے ضرر پہنچا ہے اور جس قدر انہوں نے سچائی اور انصاف کا خون کیا ہے ان تمام خرابیوں کا کون اندازہ کر سکتا ہے؟ ہجرت مقدسہ کی تیرھویں صدی سے پہلے ان تمام فتنوں کا نام و نشان نہ تھا اور جب چودھویں صدی کچھ نصف سے زیادہ گزر گئی تو یک دفعہ اس دجالی گروہ کا ظہور ہوا۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۴۹۳)

پھر آپ نے برطانیہ کی فرمانبردا ملکہ وکٹوریہ کو اسلام کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا:۔

"اے ملکہ! تو بہ کر اور اس خدا کی اطاعت میں آجا جس کا نہ کوئی بیٹا ہے نہ شریک اور اس کی تمجید کر..... اے زمین کی ملکہ اسلام قبول کر تا تو بچ جائے.....آ.. مسلمان ہو جا!" (آئینہ کمالات اسلام)

اگر اس وقت کسی مسلمان عالم مولوی یا دانشور نے تبلیغ اسلام کے اس فریضہ کو سرانجام دیا تو اس کی مثال پیش کرنی چاہیئے۔ ہم آمدہ (باقی صفحہ ۱۱ پر)

مکرم عطاء المجیب صاحب راشد لندن

"بعد گیارہ (۱۱) انشاء اللہ"

غیر معمولی برکتوں سے معمور دور کا ایمان افروز آغاز

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۱۰ر جون ۱۹۸۲ء کو مسند خلافت احمدیہ پر متمکن ہوئے خلافت کے ۱۱ سال ۱۰ر جون ۱۹۹۳ء کو ختم ہوئے۔ سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۱ر جون ۱۹۹۳ء کو مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جو کہ لے میں درج دو اقتباسات کو بنیاد بناتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

"آپ میں سے اکثر کو یاد نہیں ہوگا جیسا کہ مجھے بھی یاد نہیں تھا اللہ تعالیٰ نے مجھے جمعرات کے دن منصب خلافت پر فائز فرمایا اور وہ جون کی ۱۰ تاریخ تھی اور اگلے دن ۱۱ تاریخ کو جمعہ کا دن تھا کل امام صاحب نے نماز پر آتے ہوئے مجھے کہا "مبارک ہو" میں نے کہا کس بات کی؟" مجھے تو کوئی خاص خیال بھی نہیں تھا۔ میں نے کہا شاید کوئی باہر سے اچھی خبر آئی ہے انہوں نے کہا "آپ کی خلافت کے گیارہ سال پورے ہو گئے اور بارھواں سال شروع ہو رہا ہے۔ اس پر سوچتے ہوئے میرا ذہن ایک الہام کی طرف بھی منتقل ہو گیا اور وہ یہ ہے:

بعد گیارہ انشاء اللہ

ابھی پرسوں اس الہام کی بات ہمارے گھر میں چل رہی تھی تو میں نے کہا شاید خدا کے ہاں یہ مقدر ہے کہ ہماری ہجرت کے ۱۱ سال ہوں اور گیارہ سال کے بعد ہم واپس وطن چلے جائیں۔ جب امام صاحب نے کہا آپ کی خلافت کے گیارہ سال پورے ہو گئے اور بارھویں میں داخل ہو گئے ہیں تو میں نے کہا مجھے تو پھر خدا پر حسن ظنی کرتے ہوئے یہ کہنا چاہئے کہ اس الہام کے اس رنگ میں بھی پورے ہونے کے دن آ گئے ہیں کہ خلافت رابعہ کے ۱۱ سال بعد انشاء اللہ تعالیٰ ضرور کچھ ہوگا وہ کیا ہوگا اس کا تعلق دراصل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے ساتھ ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اگرچہ اس الہام کو بابو الٰہی بخش کی موت پر بھی لگایا ہے لیکن جہاں عموماً ذکر ملتا ہے وہاں بنیادی بات یہ بیان فرمائی ہے کہ یہ بات اس الہام سے قطعی ہے کہ یہ الہام میری صداقت کے اظہار کے لئے ہوگا اور بڑی شان کے ساتھ ہوگا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پارٹیشن کے دور میں اپنی ہجرت کے وقت کے

(۱) "میں ہرگز یقین نہیں رکھتا کہ میں اس وقت سے پہلے مر جاؤں جب تک کہ میرا قادر خدا ان جھوٹے الزاموں سے مجھے بری ... ثابت نہ کرے ... اس کے متعلق قطعی طور پر مجھ کو ۱۱ر دسمبر ۱۹۰۰ء روز پنجشنبہ کو یہ الہام ہوا۔ بر مقام فلک شدہ یارب۔ گر امیدے دہم مدار عجب بعد گیارہ۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ میں نہیں جانتا کہ گیارہ دن ہیں یا گیارہ ہفتہ یا گیارہ مہینے یا گیارہ سال مگر بہرحال ایک نشان میری بریت کے لئے اس مدت میں ظاہر ہوگا۔" (اربعین نمبر ۳ ص ۲۱ حاشیہ)

(۲) "بر مقام فلک شدہ یارب۔ گر امیدے دہم مدار عجب۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تیری دعائی اب آسمان پر پہنچ گئی ہے۔ اب میں اگر تجھے کوئی امید اور بشارت دوں تو تعجب مت کر۔ میری سنت اور عادت کے خلاف نہیں۔ بعد ۱۱۔ انشاء اللہ۔ فرمایا اس کی تفہیم نہیں ہوئی کہ ۱۱ سے کیا مراد ہے۔ گیارہ دن یا گیارہ ہفتے یا کیا۔ یہی ہندسہ گیارہ کا دکھایا گیا ہے۔" (الحکم ۱۷ر دسمبر ۱۹۰۲ء بحوالہ تذکرہ ایڈیشن ۲ صفحہ ۴۰۱)

ساتھ بھی اس الہام کے مضمون کو باندھا تو بعض چیزیں ذوالوجوہ ہوتی ہیں۔ ایک شان سے بھی پوری ہوتی ہیں اور دوسری سے بھی تیسری سے بھی مگر میں سمجھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس الہام کو جتنی اہمیت دی ہے اور جس غیر معمولی نشان کے طور پر اس کو سمجھا ہے بعید نہیں کہ اس کا زمانہ اب قریب آنے والا ہو کیونکہ پاکستان میں خصوصیت کے ساتھ اور بعض دوسرے ملکوں میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب میں تمام حدیں پھلانگی گئی ہیں۔ بے حیائی کی کوئی بات چھوڑی نہیں گئی اس لئے اس کے مقابل پر خدا تعالیٰ کی طرف سے عالمی نشان ظاہر ہونے چاہئیں۔ ایک وہ نشان ہے جو آپ اس وقت دیکھ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام عالم کی جماعت کو ایک جمعہ پر ایک ہاتھ پر اکٹھا ہونے کی توفیق بخشی ہے اور دنیا کے کونے کونے پر ایک بھی جگہ خالی نہیں نہ شمال میں نہ جنوب میں نہ مشرق میں نہ مغرب میں جہاں جماعت احمدیہ کے امام کا خطبہ جمعہ دیکھا اور سنا نہ جا سکتا ہو تو یہ بھی ایک بہت بڑا نشان ہے لیکن بعد گیارہ نہیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ بعد ۱۱۔ اس سے بھی بڑا نشان ہوگا یا اسی نشان کی کوئی ایسی شان ظاہر ہوگی جس سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق کے لئے قوموں کے دل تیار ہوں گے اور یہ جو نحوست کا دور ہے نحوست سی چھائی ہوئی ہے یہ دور انشاء اللہ دور بہار میں بدل جائے گا۔ اس توقع کے ساتھ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبارت آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:-

"میں ہرگز یقین نہیں رکھتا کہ میں اس وقت سے پہلے مر جاؤں جب تک کہ میرا قادر خدا ان جھوٹے الزاموں سے مجھے بری ... ثابت نہ کرے ..."

یہ ایک دور ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال سے پہلے بہت سے نشانات کی صورت میں ظاہر ہو گیا اور الٰہی نشانات میں سے ایک الٰہی بخش کذاب کی موت کا نشان تھا جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تفصیل سے فرمایا ہے پھر فرماتے ہیں۔

"... اس کے متعلق قطعی اور یقینی طور پر مجھ کو ۱۱ر دسمبر ۱۹۰۰ء روز پنجشنبہ کو یہ الہام ہوا:

بر مقام فلک شدہ یارب
گر امیدے دہم مدار عجب

بعد ۱۱۔ انشاء اللہ میں نہیں جانتا کہ ۱۱ دن ہیں یا گیارہ ہفتہ یا گیارہ مہینے یا گیارہ سال مگر بہرحال ایک نشان میری بریت کے لئے اس مدت میں ظاہر ہوگا۔"

(اربعین نمبر ۳ ص ۲۱ حاشیہ)

جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کہ بعض الہام ذوالوجوہ ہوتے ہیں۔ گیارہ سال تک آپ نے فرمایا ایک شان کے ساتھ پورا ہو گیا۔ اگر یہ اس کی آخری حد ہوتی تو حضرت مصلح موعودؓ جن کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ساری جماعت سے بڑھ کر عرفان تھا وہ کبھی یہ نہ کہتے کہ میری ہجرت پر بھی یہ الہام لگ گیا ہے اس لئے تذکرہ میں نیچے یہ نوٹ ہے کہ بعض الہام ذوالوجوہ ہوتے ہیں تو اگر ایک معنی میں پورا ہوا ہے تو ایک اور معنی میں پھر بھی پورا ہو سکتا ہے جس کا بنیادی تعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت سے ضرور ہوگا۔ یہ مضمون ہے جو میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں تاکہ آپ کو اس کے لئے دعا کی طرف توجہ پیدا ہو اور خصوصیت سے دعا کریں کہ بعد ۱۱ کا جو دور شروع ہو رہا ہے اس کو اللہ تعالیٰ کناروں سے کناروں تک برکتوں سے بھر دے فرماتے ہیں:-

بر مقام فلک شدہ یارب
گر امیدے دہم مدار عجب

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تیری دعائیں اب آسمان تک پہنچ گئی ہے..."

اس مضمون کا جماعت احمدیہ کی آج کی دعائی سے بڑا تعلق ہے تکلیفوں کا اتنا لمبا عرصہ گزرا ہے پاکستان میں احمدیوں نے اتنی تکلیفیں اٹھائی ہیں کہ واقعۃً احمدیوں کی بعض راتیں دعائیں دیتے ہوئے گزر گئیں اور مسلسل دعائیاں دیتے رہے۔ لفظ دعائی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے استعمال کیا ہے اس سے بہتر یہ مضمون بیان نہیں ہو سکتا تھا

اور جماعت احمدیہ کے حالات پر یہ بہترین طور پر صادق آتا ہے تو لفظ ڈالی کا یہ بہت پیارا استعمال ہے فرمایا۔

"تیری ڈالی اب آسمان تک پہنچ گئی۔ اب میں اگر تجھے کوئی امید اور بشارت دوں تو تعجب مت کر یہی میری سنت، اور موہبت کے خلاف نہیں۔ بعد ۱۱۔ انشاء اللہ۔"

فرمایا اس کی تفہیم نہیں ہوئی۔ تو ایک دفعہ امید ظاہر فرمائی ہے کہ اس کے یہ معنی ہوں گے لیکن ساتھ ایک اور دروازہ یہ فرما کر کھول دیا کہ اس کی تفہیم نہیں ہوئی یعنی جو معنی میں بیان کرتا ہوں میں اپنی امید اور توقع کے مطابق بیان کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے معین تفہیم نہیں ہوئی پس جب خدا تعالیٰ نے دروازہ کھول دیا ہے تو کیوں نہ ہم توقع رکھیں کہ اس دور میں بھی خدا اس الہام کو اس شان کے ساتھ پورا کرے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے کل عالم میں ڈنکے بجنے لگیں اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ ہم اپنے کانوں سے اس تصدیق کی آواز کو سنیں۔ اپنی آنکھوں سے یہ نور ظفر موج کو دیکھیں اور ہماری آنکھیں بھی ٹھنڈک پائیں اور دل شاداں ہوں اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین۔

حضور انور کے ارشادات پر دوبارہ نظر کی جائے تو یہ باتیں نمایاں ہو کر ابھرتی ہیں کہ خلافت رابعہ کے گیارہ سال مکمل ہونے کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ:

۱۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے غیر معمولی نوعیت کے پُرشوکت عالمگیر نشانات ظاہر ہوں گے۔

۲۔ ان نشانات کا تعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے ساتھ ہوگا اور آپ کی صداقت کے کل عالم میں ڈنکے بجنے لگیں گے۔

۳۔ یہ نشانات اس شان سے ظاہر ہوں گے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصدیق کے لئے لوگوں کے دل تیار ہوں گے۔

۴۔ ان نشانات کے ساتھ [illegible] اور نحوست کا دور ختم ہوگا اور خزاں بہار میں بدل جائے گا۔

۵۔ نشانات کا یہ سلسلہ محدود الوقت نہیں ہوگا بلکہ ایک دور ظفر موج کی طرح بڑھتا چلا جائے گا۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ میں جن توقعات اور دعاؤں کا ذکر فرمایا ان سب کو اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت عطا فرمایا اور ہم سب اس بات کے زندہ گواہ ہیں کہ خلافت رابعہ کے گیارہ سال پورے ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و کرم سے عالمگیر جماعت احمدیہ کے لئے غیر معمولی فتوحات اور نشانات کے دروازے کھول دیئے ہیں اور انشاء اللہ یہ سلسلہ بڑھتا اور پھیلتا پھولتا چلا جائے گا تفصیلات میں جانے کا یہ موقع نہیں لیکن تحدیث نعمت کے طور پر اس دور سعید کے آغاز میں صرف ایک سال کے عرصہ میں ظاہر ہونے والے غیر معمولی نشانات میں سے چند ایک نشانات کا بطور نمونہ اجمالی تذکرہ کرتا ہوں۔

عالمی بیعت کی تقریب

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایک عظیم الشان عالمگیر نشان جو اس شان و شوکت کے ساتھ پہلی بار ظاہر ہوا اور جس نے ثابت کر دیا کہ واقعی اللہ تعالیٰ کے فرستادہ کی تائید کے لئے قومیں تیار ہو چکی ہیں عالمی بیعت کی تقریب سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ تقریب جلسہ سالانہ برطانیہ کے آخری روز یکم اگست ۱۹۹۳ء کو اسلام آباد (انگلستان) میں منعقد ہوئی جس میں دو لاکھ چار ہزار سے زائد افراد نے بیک وقت سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک پر بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ ان افراد نے جو مختلف قوموں اور مختلف رنگ و نسل سے تعلق رکھتے تھے اکناف عالم میں بیٹھے ہوئے مواصلاتی رابطہ کے ذریعہ اس تقریب میں شرکت کی۔ اور ساری دنیا میں بیک وقت توحید باری تعالیٰ، رسالت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور صداقت مسیح موعود علیہ السلام کی صدا اس شان سے بلند ہوئی کہ اس کی نظیر تاریخ عالم میں دکھائی نہیں دیتی بیعت کنندگان نے اپنی اپنی زبانوں میں بیعت کے الفاظ دہرا کر عالمی وحدت کا ایک فقید المثال منظر پیش کیا جو نہایت روح پرور اور ایمان افروز تھا۔ اس پہلی تاریخ ساز بیعت کے بعد یہ سلسلہ آگے سے آگے بڑھتا جا رہا ہے جلسہ سالانہ جرمنی ۱۹۹۳ء کے موقع پر ایک ہزار چھ صد افراد نے حضور انور کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ان خوش قسمت افراد میں تیرہ سو سے زائد ایسے افراد تھے جو یورپ کے باشندے ہیں۔ حال ہی میں خدام الاحمدیہ جرمنی کے سالانہ اجتماع ۱۹۹۴ء کے موقع پر بھی قریباً ایک ہزار افراد نے بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ یہ سب تقاریب بھی مواصلاتی رابطہ کے ذریعہ ساری دنیا میں دیکھی اور سنی گئیں۔

الفضل انٹرنیشنل کا اجراء

جنوری ۱۹۹۴ء میں لندن سے الفضل انٹرنیشنل کا اجراء بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں میں سے ایک عظیم فضل ہے جس نے عالمگیر جماعت احمدیہ کو رابطہ کا ایک اور مؤثر ذریعہ عطا فرمایا ہے۔

ریویو آف ریلیجنز کی نئے انداز کی اشاعت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے زمانہ میں اشاعت اسلام کے لئے رسالہ ریویو آف ریلیجنز جاری فرمایا تھا یہ رسالہ ان دنوں سے باقاعدہ شائع ہو رہا ہے جنوری ۱۹۹۴ء سے حضور انور کے ارشاد اور ہدایت کے مطابق یہ رسالہ نئے انتظام کے تحت نئی آن بان سے شائع ہو رہا ہے۔ نئے انداز میں رسالہ کی اشاعت نے اس کی افادیت اور عالمگیریت میں اضافہ کر دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اشاعت اسلام کا ایک مؤثر ذریعہ جماعت کو عطا ہوا ہے

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ

اس ایک سال کے عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو جو عظیم الشان انعام عطا فرمایا ہے وہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (M.T.A) ہے اس کا باقاعدہ آغاز ۷؍ جنوری ۱۹۹۴ء کو ہوا جبکہ یورپ میں روزانہ تین گھنٹے اور ایشیا، مشرق وسطیٰ اور مشرق بعید کے لئے روزانہ بارہ گھنٹے کی نشریات کا آغاز کیا گیا۔ اس طرح جماعت احمدیہ عالمگیر کو یہ منفرد اعزاز حاصل ہوا کہ یہ واحد مسلم [illegible] ہے جس کا اپنا ایک مستقل ٹیلی ویژن ہے۔

اس ٹیلی ویژن کی برکت سے اکناف عالم میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی اشاعت ہو رہی ہے اور دنیا کی مختلف زبانوں میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی آمد کا اعلان ہو رہا ہے لاریب یہ وہ عظیم الشان وسیلہ ہے جس کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام ہر روز بڑی شان کے ساتھ پورا ہو رہا ہے کہ۔

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگراموں میں دن بدن وسعت پیدا ہو رہی ہے اور زبانوں اور علاقوں کے اعتبار سے اس کی افادیت کا دائرہ وسیع تر ہو رہا ہے اکناف عالم میں پھیلے ہوئے احمدیوں کے لئے ہر روز اپنے پیارے امام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دید کے سامان ہو گئے اور ہر طرف عید کا سماں ہے

اسیران راہ مولیٰ کی رہائی

اس ایک سال کی ایک اور برکت اسیران راہ مولیٰ کی رہائی ہے جو ۱۰؍ مارچ ۱۹۹۴ء کو عمل میں آئی ان سب کی رہائی سے [illegible] بھی پورا ہوا اور دس سال کے لمبے عرصہ میں کی جانے والی دعاؤں کی عملی تعبیر بھی ظاہر ہوئی۔ اسیروں کی رہائی سے عام طور پر صرف ان کے رشتہ دار مشکور ہوتے ہیں لیکن یہ کیسے مبارک قیدی ہیں کہ یہ گھروں کو آئے تو ان کے محبوب امام اور ایک کروڑ سے زائد احمدیوں کے سینے ٹھنڈے ہو گئے ان کی رہائی قبولیت دعا کا عظیم اعجاز ہے۔

یہ چند امور بطور نمونہ عرض کئے ہیں حق یہ ہے کہ اس بابرکت دور کے آغاز میں نازل ہونے والے فضلوں کی کوئی انتہا نہیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان افضال کا سلسلہ ہمیشہ جاری و ساری رہے اور ہر پہلو سے ترقی پذیر رہے۔

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ)

---

* جلسہ سالانہ برطانیہ منعقدہ ۲۹، ۳۰، ۳۱؍ اگست ۱۹۹۴ء کی عالمی بیعت کے موقع پر ۹۳ ممالک کے چار لاکھ اٹھارہ ہزار دو سو چھ افراد نے بیعت کی سعادت حاصل کی الحمد للہ۔

خطبہ جمعہ

جب قومیں پھٹ جاتی ہیں تو نبوت کے فیض کے بغیر اکٹھی نہیں ہوا کرتیں

آج صرف ایک جماعت احمدیہ ہے کہ اللہ کے فضل اور رحم کے ساتھ یہ اعلان عام کر سکتی ہے کہ کسی نے حبل اللہ پر اکٹھے ہوتے ہوئے کسی کو دیکھنا ہو تو آئے اور جماعت احمدیہ کا مشاہدہ کرے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۲۷ مئی ۱۹۹۴ء مطابق ۲۷ ہجرت ۱۳۷۳ ہجری شمسی بمقام ناصر باغ (گروس گیراؤ ۔ جرمنی)

اشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له. وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم. الحمد لله رب العٰلمين. الرحمٰن الرحيم. مٰلك يوم الدين. إياك نعبد وإياك نستعين. اهدنا الصراط المستقيم. صراط الذين أنعمتَ عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين.﴾

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝
(آل عمران : ۱۰۴)

آج اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کا پندرھواں سالانہ اجتماع منعقد ہو رہا ہے اور آج کے جمعہ ہی کے دوران یا اسی ذریعہ سے ان کے اجتماع کا افتتاح ہو گا۔ یعنی افتتاح کی کسی الگ تقریب کی ضرورت نہیں یہی جمعہ ان کے اجتماع کا افتتاح ہے۔ اس کے ساتھ کچھ اور دنیا کے ممالک میں بھی بعض مجالس یا بعض اجتماعات منعقد ہو رہے ہیں ان کے نام بھی میں پڑھ کر سنا دیتا ہوں ان کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور جو آج کے پیغامات ہیں وہ ان سب کے لئے مشترک ہیں۔

مجلس مشاورت جماعت احمدیہ (U.K.) آج ۲۷ مئی سے شروع ہو رہی ہے۔ تین دن تک جاری رہے گی۔ مجلس خدام الاحمدیہ برینٹن کینیڈا کا ایک روزہ سالانہ اجتماع کل بروز ہفتہ شروع ہو رہا ہے۔ جماعت احمدیہ ملائشیا کا جلسہ سالانہ ۲۹ مئی سے ۳۱ مئی تک منعقد ہو رہا ہے۔ اس علاقے کے قریبی ممالک سے بھی بہت سے نمائندگان اس میں شرکت کے لئے تشریف لائے ہیں۔ امریکہ کے ساؤتھ ریجن کے خدام، اطفال اور لجنہ کی ذیلی تنظیموں کے سالانہ اجتماع ۲۸ اور ۲۹ مئی بروز ہفتہ اور اتوار منعقد ہوں گے۔

جس آیت کریمہ کی میں نے تلاوت کی ہے یہ آل عمران کی آیت ۱۰۴ ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ تم سب مضبوطی کے ساتھ اللہ کی رسی کو تھام لو اور باہمی منقسم نہ ہو، ایک دوسرے سے پھٹ کر الگ نہ ہو جاؤ۔ "واذکروا نعمت اللہ علیکم" اور اللہ کی نعمت کو یاد کرو جبکہ تم باہم دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں کو آپس میں باندھ دیا۔ "فاصبحتم بنعمتہ اخوانا" تو تم اللہ کی نعمت کے ذریعے بھائی بھائی ہو گئے۔ "وکنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار" اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر کھڑے تھے تو اس نے تمہیں اس میں گرنے سے بچا لیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے نشانات کو کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

"حبل اللہ" سے کیا مراد ہے اس کے متعلق ایک دفعہ میں نے ایک گزشتہ خطبہ میں بیان کیا تھا کہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی حبل اللہ ہیں۔ لیکن حبل اللہ کا صرف ایک ہی مفہوم نہیں۔ خود حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے ثابت ہے کہ قرآن کریم حبل اللہ ہے۔ پس کیا ان دونوں باتوں میں کوئی فرق ہے یا ایک ہی مضمون کے بیان کے دو پہلو ہیں۔ میرے نزدیک ایک ہی مضمون کے بیان کرنے کے دو الگ الگ انداز ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دامن تھامے بغیر قرآن کچھ بھی فائدہ کسی کو نہیں پہنچا سکتا اور حقیقی قرآن کا مفہوم انسان پر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے وسیلے کے بغیر روشن نہیں ہو سکتا۔ پس اگرچہ کتاب اللہ ہی حبل اللہ ہوتی ہے مگر اس حبل اللہ کا نمائندہ جس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر کتاب اللہ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا جاتا ہے وہ بھی حبل اللہ ہی کی ایک دوسری صورت ہے۔ پس اس پہلو سے میں پھر اسی بات کا اعادہ کرتا ہوں کہ حبل اللہ سے مراد قرآن کریم بھی ہے۔ قرآن کریم اول طور پر ان معنوں میں کہ قرآن کے نزول سے ہی محمد مصطفیٰ کا وجود ظہور میں آتا ہے۔ اسی لئے کتابوں پر ایمان پہلے رکھا گیا ہے اور انبیاء پر ایمان اس کے بعد رکھا گیا ہے۔ کتاب نبی بناتی ہے اور کتاب ہی سے نبی بنتا ہے مگر اس نبی کو نظر انداز کر کے محض کتاب پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش ایک شیطانی کوشش ہے۔ نفس کا دھوکہ ہے۔ حقیقت میں خواہ وہ قرآن ہو یا تورات ہو یا انجیل یا کوئی اور نام اس کتاب کا رکھ لیجئے جب تک اس نبی کے ساتھ تعلق نہ باندھا جائے جس پر کتاب نازل ہوئی ہے اور سلسلہ وار اس تعلق کو آگے بڑھایا نہ جائے اس وقت تک حقیقت میں حبل اللہ کو تھامنے کے تقاضے پورے نہیں ہو سکتے۔ قرآن کی زندہ مثال حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تھے اور آپ ہی کی زبان سے ہم نے قرآن کو سمجھا اور آپ ہی کی ذات میں قرآن جلوہ گر دیکھا۔ آپ کی ذات میں قرآن کریم چمکا ہے اور اس کے مضامین روشن ہو کر ہمارے سامنے ایک زندہ وجود کے طور پر آئے ہیں اور آپ کے بعد یہی سلسلہ خلافت کے ذریعے جاری ہوا۔ پھر مجددیت کے ذریعہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچا۔ پس یہ سارا سلسلہ وہی حبل اللہ ہی کا سلسلہ ہے کوئی الگ سلسلہ نہیں۔ پس اس سلسلے کو مضبوطی سے تھام لیں۔ یہی وہ مضمون ہے جو اس آیت کریمہ میں بیان فرمایا گیا ہے۔ اگر اس کو مضبوطی سے تھام لیں گے تو اس کا پہلا اثر اور پہلا فیض آپ یہ دیکھیں گے کہ آپ اکٹھے ہو گئے ہیں۔ آپ کے بٹے ہوئے دل جو قریب تھا کہ آپ کو لے کر آگ میں جا پڑتے، وہ بٹے ہوئے دل مجتمع ہوئے۔ خدا تعالیٰ نے ان کو آپس میں باندھ دیا۔ اور اس باندھنے کے ذریعے پھر اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ آپ پھر منتشر ہونے کی بجائے مجتمع ہوئے اور ایک ملت واحدہ کے طور پر آپ کا وجود ابھرا۔ یہ ہے حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامنا اور اس کی ظاہری علامت جو دنیا میں دکھائی دینے لگتی ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے لفظ "نعمت" کو استعمال فرمایا ہے " فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا" تم اس کی نعمت کے ذریعے بھائی بھائی بنے ہو۔ نعمت سے جیسا کہ آپ قرآن کریم کے محاورے سے معلوم کر سکتے ہیں اول مراد نبی ہوتا ہے اور امر واقعہ یہ ہے کہ جب قومیں پھٹ جاتی ہیں تو نبوت کے فیض کے بغیر وہ دوبارہ اکٹھی نہیں ہوا کرتیں۔ کوئی دنیا کی طاقت مذہبی لحاظ سے پھٹی ہوئی اور پھٹتی ہوئی قوموں کو دوبارہ ایک ہاتھ پر جمع نہیں کر سکتی سوائے نبوت کے۔ پس ان معنوں میں نبوت حبل اللہ ہے۔ شریعت کے لئے کتاب اترتی ہے مگر اس کتاب کے ساتھ تعلق نبوت کے ذریعے قائم ہوتا ہے اور جب ایک دفعہ ایک ہاتھ پر جمع ہونے کے بعد پھر قومیں پھٹ جاتی ہیں تو پھر نبوت ہی کا فیض ہے جو انہیں دوبارہ اکٹھا کیا کرتا ہے۔ "فاصبحتم بنعمتہ اخوانا" میں یہ پیغام ہے اور جماعت احمدیہ اس پیغام کی ایک زندہ حقیقت بن کر منصہ شہود پر ابھری ہے۔ ایک زندہ ثبوت بن کر ظاہر ہوئی ہے۔ تمام دنیا میں دوسرے مسلمان فرقوں اور مذاہب کو دیکھ لیں جب وہ ایک دفعہ پھٹنے شروع ہوئے تو پھٹتے چلے گئے۔ ان سے وحدت جاتی رہی۔ ایک ہاتھ پر وہ اکٹھے پھر نہ ہو سکے۔ نہ وہ ہاتھ آسمان سے اترا نہ ان کو توفیق ملی کہ اس ہاتھ میں ہاتھ دے کر وہ پھر اکٹھے ہو جائیں۔ ان کے دل بٹے تو پھر بٹتے ہی رہے۔ ان کے باہمی عناد اور زیادہ دشمنی میں تبدیل ہوتے رہے۔ لیکن دشمنوں نے محبت کا روپ پھر نہ دھارا۔ ایک ایسی دردناک کہانی ہے جو تمام عالم میں اسی طرح آپ کو چسپاں ہوتی ہوئی دکھائی دے گی۔ آج صرف جماعت احمدیہ ہے کہ اللہ کے فضل اور رحم کے ساتھ یہ اعلان عام کر سکتی ہے کہ کسی نے اگر حبل اللہ پر اکٹھے ہوتے ہوئے کسی کو دیکھنا ہے تو آئے اور جماعت احمدیہ کا مشاہدہ کرے۔ تمام دنیا میں ایک سو چونتیس ممالک میں پچھلے سال تک تھا اور اب یہ سلسلہ ایک سو چالیس ممالک تک پھیل چکا ہے۔ تو دنیا کے ایک سو چالیس ممالک میں مختلف مذاہب سے جو پہلے مختلف مذاہب سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ لوگ مختلف زبانیں بولنے والے، مختلف رنگ و نسل سے تعلق رکھنے والے، مختلف سیاسی مملکتوں میں بسنے والے یا ان کے باشندے آج ایک ہاتھ پر اس طرح اکٹھے ہو گئے ہیں کہ ایک ملت واحدہ وجود میں آگئی ہے۔ اگر یہ اللہ کی نعمت کے ساتھ نہیں تھا تو کیسے ممکن تھا۔ پس وہ خدا کی نعمت دوبارہ نبوت کے طور پر ہم میں اتری ہے اور وہی محمدی نبوت ہے۔ وہی اللہ اور رسول کی محبت میں قائم ہونے والی جماعت ہے جسے خدا تعالیٰ نے نبوت کی نعمت سے پھر نوازا ہے۔ جو دوبارہ ایک ہاتھ پہ جمع ہو چکی ہے۔ ایک ہی ہاتھ پر اٹھتی ہے ایک ہی ہاتھ پر بیٹھ جاتی ہے۔ ایک ہی اشارے پر حرکت کرتی ہے اور ایک ہی آواز پر لبیک کہتی ہے۔ اگرچہ جواب دینے والوں کی زبانیں مختلف ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ سینکڑوں زبانیں بول رہے ہوں۔ لیکن دل کی آواز وہی ہے کہ لبیک اللھم لبیک۔ اے ہمارے اللہ تیرے نام پر جو آواز بلند ہوئی ہے ہم اس کے جواب میں لبیک کہتے ہیں اور لبیک کہتے

چلے جائیں گے۔

پس یہ وہ مضمون ہے، امت واحدہ بنانے والا، جس کو قرآن کریم کی اس آیت کے حوالے سے میں آپ کو دوبارہ یاد دلاتا ہوں اور یہ بتاتا ہوں کہ قرآن کریم نے جو مثال دی ہے وہ ایک طرف اللہ کی نعمت کو ہم پر خوب کھول کر بیان کرنے والی ہے۔ دوسری طرف ہر قسم کے پیش آمدہ خطرات کو دکھانے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارا حال یہ تھا کہ یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نعمت پر اکٹھے ہو جانے والو! تمہارا حال یہ تھا کہ تم آپس میں بٹے ہوئے تھے۔ ایک دوسرے سے نفرت کرتے تھے۔ دل بھی پھٹے ہوئے تھے۔ قبائل بھی جدا جدا تھے۔ یہاں تک کہ قریب تھا کہ تم اس آگ میں جا پڑو جس کے کنارے تک تم پہنچ چکے تھے۔ باہمی نفرتیں، باہمی اختلافات، باہمی دشمنیاں، ان کی مثال قرآن کریم نے ایک ایسے آگ کے گڑھے سے دی ہے جس کے کنارے پر آپ کھڑے ہوں اور بعید نہ ہو کہ وہ کنارہ منہدم ہو اور اپنے اوپر کھڑے ہونے والوں سمیت جہنم میں جا پڑے۔ فرمایا خدا نے اپنی نعمت سے تمہیں اس سے بچالیا تمہارے دلوں کو باندھ دیا اور ایک کر دیا اسے یاد رکھنا۔ ایسا نہ ہو کہ دوبارہ تم پھر وہی حرکت کرو اور جس خوفناک انجام سے تم بچائے گئے ہو دوبارہ آنکھیں کھولتے ہوئے اس انجام کی طرف آگے بڑھو۔ یہ وہ تنبیہ ہے جو اس مبارکباد کے ساتھ شامل ہے اور ہمیں چونکہ ابھی بہت لمبا سفر کرنا ہے۔ بہت عرصہ لگے گا، ایک احمدی کی بھی بات نہیں۔ ہو سکتا ہے پوری دو مزید صدیاں اس کام کے پایہ تکمیل تک پہنچنے میں لگ جائیں۔ اس لئے اس ایک بات کو مضبوطی سے پکڑلیں کہ قرآن پر ہاتھ ڈالنا ہے اور اس طاقت کے ساتھ ڈالنا ہے کہ کبھی وہ ہاتھ پھر قرآن سے جدا نہ ہو۔ اور قرآن پر ہاتھ ڈالنا ہے محمد مصطفیٰؐ کا دامن پکڑ کر اور آپ کے قدموں کو چھو کر اور آپ سے وابستہ ہو کر اور اس عزم صمیم کے ساتھ کہ سر الگ ہو جائیں مگر محمد مصطفیٰؐ کے قدموں سے الگ نہیں ہونگے۔ ہاتھ کاٹے جائیں مگر محمد مصطفیٰؐ کا دامن نہیں چھوڑیں گے۔ یہ ہے وہ حبل اللہ کو پکڑلینا جس کے نتیجے میں یہ اجتماعیت کا فیض جو آج بھی آپ دیکھ رہے ہیں، پہلے بھی دیکھتے رہے ہیں، کل بھی اور پرسوں بھی اور میں امید رکھتا ہوں کہ صدیوں تک دیکھتے چلے جائیں گے۔ یہ فیض آپ کے ساتھ دائمی برکت کے طور پر رہے گا۔ یہ قدرت ثانیہ بن کر آپ کا ساتھ دے گا اور آپ کو نہیں چھوڑے گا مگر ایک بنیادی شرط یہ ہے کہ آپ حبل اللہ کو نہ چھوڑنا۔ حبل اللہ سے چمٹے رہیں اور ہر قربانی پیش کر دیں مگر حبل اللہ سے الگ ہونے کا تصور بھی نہ کریں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے مسلمانوں کو حبل اللہ کے ساتھ چمٹے رہنے کی جہاں نصیحت فرمائی وہاں اس کا ایک ایسا حل پیش کیا جو بظاہر چھوٹی چھوٹی معمولی سی نصیحتوں پر مشتمل دکھائی دیتا ہے۔ مگر وہی حل ہے جس میں حبل اللہ کی ساتھ چمٹے رہنے کی روح موجود ہے۔ اس کے بغیر آپ اس نعمت کی حفاظت نہیں کر سکتے۔ اور وہ حل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ پیش فرمایا کہ اخلاق حسنہ پر قائم ہو جاؤ۔ اب بظاہر حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامنے کا اخلاق حسنہ سے کوئی ایسا تعلق تو دکھائی نہیں دیتا کہ گویا ایک ہی چیز کے دو نام ہوں۔ مگر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پاک نمونے اور آپ کی پاک نصائح پر جب آپ غور کریں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ اخلاق حسنہ یعنی وہ اخلاق محمدی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جن کی بنیادیں عشق الٰہی میں گڑی ہوئی ہیں ان کے اخلاق کے بغیر کوئی دنیا کی جماعت ایک ہاتھ پر اکٹھی نہیں رہ سکتی، ان اخلاق حسنہ کے بغیر کوئی دل آپس میں ملے نہیں رہ سکتے۔ ان اخلاق حسنہ کے بغیر کوئی ملت، ملت واحدہ نہیں کہلا سکتی کیونکہ اخلاق حسنہ سے دوری ہی دراصل دلوں کو پھاڑنے کا دوسرا نام ہے اور یہ بنیادی روح ہے جس کو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہمیشہ پیش نظر رکھا اور اسی طریق کے مطابق جماعت صحابہ کی تربیت فرمائی۔ پس وہی مضمون ہے جو میں گزشتہ چند خطبات سے آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ اور اس مضمون کو آج کی دنیا میں غیر معمولی اہمیت ہے جب تک جماعت احمدیہ اخلاق حسنہ کے ذریعے خود باہم محبت کے رشتوں میں مضبوطی کے ساتھ باندھی نہیں جاتی تمام دنیا کو ایک ہاتھ پر جمع کرنے کا خیال ہی محض ایک خواب ہے ایک دیوانے کی بات ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ پس ان باتوں کو غور سے سنیں اور سمجھیں اور مضبوطی سے ان باتوں کو پکڑلیں کیونکہ یہ حبل اللہ تک پہنچانے والی باتیں ہیں۔ یہی وہ باتیں ہیں جن کو مضبوطی سے دل میں بٹھا کر آپ حبل اللہ کا فیض پائیں گے اور آپ کے دل اکٹھے ہونگے اور باہم مضبوط رشتوں میں باندھے جائیں گے۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم چھوٹی چھوٹی پیاری پیاری باتوں میں نصیحت فرماتے ہیں اور ہر نصیحت کے پیچھے ایک عرفان کا خزانہ ہے۔ اس پر آپ غور کریں اور روزمرہ کی زندگی میں اس کا آپ اطلاق کر کے دیکھیں تو پتہ چلے گا کہ قوموں کی اجتماعیت کو قائم رکھنے کے لئے یہ بظاہر چھوٹی دکھائی دینے والی نصیحتیں کتنی عظمت رکھتی ہیں۔

کوئی زندگی کا ایسا گوشہ نہیں جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے نصیحت نہ فرمائی ہو۔ نہ گھر کے حالات ایسے ہیں جن پر آپ کی نظر نہ گئی ہو، نہ امن کے حالات ہیں، نہ جنگ کے حالات ہیں۔ نہ دن کے نہ رات کے، کوئی لمحہ وقت کا ایسا نہیں، کوئی انسانی مصروفیت ایسی نہیں، جس کے ساتھ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصیحتوں کا تعلق نہ ہو۔ گویا کہ ایسا نور ہے جو انسانی ضروریات کے ہر گوشے پر پڑ رہا ہے، ہر حصے کو منور کر رہا ہے۔ پس اس پہلو سے ان تمام نصیحتوں پر نظر رکھنا آپ کی اخلاقی قدروں کو قائم کرنے کے لئے اور اعلیٰ سطح پر بلند رکھنے کے لئے انتہائی ضروری ہے۔

ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔ تم رستوں میں بیٹھنے سے بچو۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ہم وہاں بیٹھنے پر مجبور ہیں اس کے بغیر چارہ نہیں ہے۔ مراد یہ تھی کہ امراء تو ایسے ہوتے ہوں گے جن کے پاس احاطے ہیں۔ بعض زمیندار ہیں جن کے پاس ڈیرے ہوتے ہیں تو غریب بے چارے کہاں جائیں۔ ان کے لئے تو یہی ممکن ہے کہ بازار میں نکلیں سڑکوں پر کسی جگہ بیٹھ رہیں اور وہیں مجلس لگالیں تو انہوں نے ایک جائز عذر پیش کیا کہ یا رسول اللہ پھر ہم کیا کریں، کہاں جائیں۔ ہمارے تو گھر بھی چھوٹے چھوٹے۔ ان میں بھی لوگوں کو نہیں بلا سکتے تو مجلسیں کہاں کریں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جب تم وہاں بیٹھنے پر مجبور اور مصر ہو (یعنی مجبوری کو قبول فرمالیا اور فرمایا تم اصرار بھی کر رہے ہو) تو پھر راستے کو اس کا حق دیا کرو۔ مفت میں نہ بیٹھو اس کی قیمت ادا کرو۔ انہوں نے عرض کیا کہ راستے کا حق کیا ہے یا رسول اللہ۔ تو آپؐ نے فرمایا نظریں نیچی رکھنا، دکھ دینے سے بچنا، سلام کا جواب دینا، نیک بات کی تلقین کرنا اور بری بات سے روکنا۔ (بخاری کتاب الاستئذان باب یا ایہا الذین آمنوا لا تدخلوا بیوتا)۔

اب اگر ایسے لوگ بازاروں میں بیٹھے ہوں اور رستے میں بیٹھے ہوں تو ان رستوں کے لئے تو زینت بن جائیں گے، ان رستوں کی رونق بن جائیں گے، اس کے ذریعے راستے کشادہ ہو جائیں گے بجائے اس کے کہ یہ لوگ تنگی کا موجب بنیں اور راہ کی ٹھوکر بنیں یہ راہ کی ٹھوکروں سے بچانے والے بن جائیں گے۔ پس جہاں بھی آپ جاتے ہیں جس بازار سے بھی نکلتے ہیں وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس نصیحت کو پیش نظر رکھا کریں اس سلیقے سے جائیں کہ آپ کی ذات سے کسی کو دکھ نہ پہنچے۔ آپ کی نگاہیں ان جگہوں پر نہ پڑیں جہاں نہیں پڑنی چاہئیں۔ آپ سلام کا جواب دیں اور ایک دوسری جگہ فرمایا "افشوا السلام" سلام کو خود رواج دو۔ سلام کے جواب دینے کا جو یہاں ذکر فرمایا ہے اور سلام کرنے کی نصیحت نہیں فرمائی اس میں ایک حکمت ہے کیونکہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو آداب ہمیں سکھائے ہیں ان کی رو سے ۔ تا جب بڑے کو دیکھتا "پہلے چھوٹا بڑے کو سلام کرے اور چلنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے۔ یعنی بیٹھے رہنے والے کا کام نہیں ہے کہ وہ ہر چلتے پھرتے کو سلام کرتا جائے بلکہ چلنے والا بیٹھے رہنے والے کو جو کسی جگہ بیٹھا ہو اس جگہ وہاں سے گزرتے ہوئے حق ادا کرے اور اس کو سلام کرے۔ پس آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ذات میں کہیں ادنیٰ سا بھی تضاد دکھائی نہیں دیتا۔ آپ کی نصیحتوں میں بھی کہیں آپس میں کوئی تصادم نہیں ہے۔ پس یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ رستے کا حق ادا کرو اور اس طرح ادا کرو کہ جب تم بیٹھے ہو تو چلتے پھرتے لوگوں کو سلام کرتے رہو۔ فرمایا سلام کا جواب دو کیونکہ چلنے والوں کا کام ہے اور انہیں کو نصیحت ہے کہ وہ جب کسی مجلس کے پاس سے گزریں تو اس کو سلام کہہ کر گزریں۔ نیک بات کی تلقین کرو۔ وہاں بیٹھ کر بیہودہ سرائی نہ کرو۔ بعض دفعہ یہ مجلسیں لگتی ہیں وہ مجلسیں ضروری نہیں کہ سڑک کے کنارے لگی ہوں۔ ہوٹلوں میں بھی لگتی ہیں، چائے کی دوکانوں میں بھی لگتی ہیں، حلوائیوں کی دوکانوں پر بھی لگتی ہیں۔ ان کے سامنے کھڑے ہو کر لوگ گپیں مار رہے ہوتے ہیں۔ مگر جہاں جہاں بھی یہ مجلسیں لگتی ہیں بالعموم آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصیحت سے عاری نظر آتی ہیں۔ نہ وہاں نیکی کی باتوں کی تلقین ہو رہی ہے، نہ وہاں کسی کے سلام کا جواب دینے کی پرواہ ہوتی ہے، نہ نظروں کو ادب سکھایا جاتا ہے، نہ بری باتوں سے روکا جاتا ہے۔ پس یہ وہ اسلوب ہیں جن کو امت واحدہ جب اختیار کرتی ہے تو جمعیت میں مزید طاقت عطا ہوتی ہے۔ آپس کے رشتے پہلے سے بڑھ کر مضبوطی سے باندھے جاتے ہیں۔ پس ان نصیحتوں کو ہر بازار میں اپنے ساتھ اپنی حرز جان بنا کر لے جایا کریں اور ان پر عمل کیا کریں۔

ایک روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بخاری سے لی گئی ہے اور پہلی روایت بھی بخاری سے لی گئی تھی۔ ایک آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کونسا اسلام افضل اور بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا کھانا کھلانا اور ہر ملنے والے کو خواہ جان پہچان ہو یا نہ ہو سلام کہنا۔ (بخاری کتاب الاستئذان، باب السلام للمعرفة و غیر معرفة)۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے ایک ہی سوال جب مختلف وقتوں میں کیا جاتا تھا اور سوال کرنے والا ایک خاص کردار کا مالک ہوتا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس ایک ہی سوال کے مختلف جواب دیا کرتے تھے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ کے کلام میں کوئی تضاد ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پوچھنے والے کو اس کے موقع اور محل کا جواب دیا جائے۔ ایک ایسا آدمی آیا جو اپنی ماں سے حسن سلوک نہیں کرتا تھا یا اس کا حق ادا نہیں کرتا تھا۔ اس کو فرمایا کہ ماں کی خدمت سب سے بڑا جہاد ہے۔ اور ایک اور موقع پر جہاد کی دوسری تعریف فرمادی۔ چنانچہ حسب حال نصیحت فرمانا بھی سنت ہے۔ جب آپ نیک نصیحت کریں گے اور بری باتوں سے روکیں گے تو اس وقت بھی اس طرز محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو پیش نظر رکھیں کہ یونہی آنکھیں بند کر کے ہر اچھی بات کرتے چلے جانا، ہر بری بات سے روکنا یہ مراد نہیں ہے۔ موقع اور محل دیکھ کر ایسی نصیحت کریں جو جس کو سنائی جائے اس سے تعلق رکھتی ہو اور اسے فائدہ پہنچانے والی ہو۔ پس آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کھانا کھلانا سب سے افضل کام ہے حالانکہ بہت سی دوسری احادیث میں مختلف کام ہیں جو افضل بتائے گئے ہیں۔ اور ایک افضل کا مطلب ہے جو سب سے اچھا ہو تو پھر دوسرا افضل اس سے مختلف کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ وہ سوال ہے جس کا میں آپ کو جواب سمجھا رہا ہوں۔ ہر شخص کے نقطہ نگاہ سے اس کے حالات پر چسپاں ہونے والا افضل اپنے معنے بدلتا رہتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک ایسا شخص آپ کے پیش نظر ہو جو کنجوس ہو، جو مہمان نوازی میں کمزور ہو تو اس کو یہ نصیحت فرمائی کہ سب سے افضل اسلام یہ ہے کہ لوگوں کو کھانا کھلایا کرو اور پھر دوسری نصیحت یہ فرمائی کہ ہر ملنے والے کو خواہ جان پہچان نہ ہو سلام کہا کرو۔ یہ بھی میرے نزدیک اسی مزاج کے ساتھ تعلق رکھنے والی بات ہے۔ جو شخص فطرتاً خسیس ہو اور لوگوں تک اپنا فیض آگے بڑھ کر نہ پہنچائے وہ بے وجہ ہر شخص کو سلام بھی نہیں کرتا۔ اس سے بڑا اس کے فائدے کا آدمی نظر آجائے تو اسے جھک کر بھی سلام کرے گا۔ اس کے سوا ہر آیا گیا اس کے لئے اجنبی ہے اور بے معنی ہے۔ پس جس شخص کو آپ نصیحت فرما رہے ہیں اس کی بنیادی کمزوری کو پیش نظر رکھا ہے اور فرمایا کہ تم کھانا کھلانے میں کمزور ہو یہ کہا تو نہیں مگر مراد یہی تھی تم کھانا کھلایا کرو یہ بہت اچھا کام ہے اور اسی طرح سلام میں نہ صرف پہل کرو بلکہ ہر ایک کو سلام کیا کرو۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے روایت ہے یہ بھی بخاری سے لی گئی ہے۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی کسی دوسرے کو اس کی جگہ سے اس غرض سے نہ اٹھائے کہ تا وہ خود اس جگہ بیٹھے۔ وسعت قلبی سے کام لو اور کھل کر بیٹھو۔ چنانچہ ابن عمرؓ کا طریق یہی تھا کہ جب کوئی آدمی آپ کو جگہ دینے کے لئے اپنی جگہ سے اٹھتا تو آپ اس کی جگہ پر نہ بیٹھتے۔

اس حدیث کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ حدیث کہلاتا ہے دوسرا حصہ اثر ہے۔ پہلے حصے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصیحت ہے دوسرے میں صحابی نے جو نصیحت سنی اس سے اپنے لئے جو اس نے کردار چن لیا اور جو طریق اختیار کر لیا اس کا ذکر ہے۔ پہلا واجب

التمیل ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ من و عن اس پر عمل کریں۔ دوسرا واجب التمیل نہیں ہے کیونکہ ہو سکتا ہے اس صحابی نے غلط سمجھا ہو اور اس کے بعد جو میں حدیث آپ کے سامنے رکھوں گا اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس صحابی نے اس حدیث کا مفہوم صحیح نہیں سمجھا۔ یعنی احتیاط میں کچھ ضرورت سے زیادہ ہی آگے بڑھ گئے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جنہوں نے نصیحت فرمائی آپ اس نصیحت کا مضمون سب سے بہتر سمجھتے ہیں۔ اسی لئے میں نے اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے اس کے ساتھ ایک دوسری حدیث بھی رکھ دی ہے۔

پہلی حدیث کا بھی جو پہلا حصہ ہے یعنی جس کو میں حدیث کہتا ہوں مراد یہ ہے کہ جب آپ کسی جگہ جاتے ہیں تو کسی کو یہ نہ کہیں کہ تم اٹھ جاؤ خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو۔ مرتبے میں چھوٹا ہو یا بڑا ہو یا عمر میں چھوٹا یا بڑا ہو کسی کو یہ کہہ کر جگہ خالی کروانا کہ میں آیا ہوں تھوڑی سی جگہ خالی کر دو یہ بد خلقی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اخلاق کے جس بلند ترین مقام پر فائز تھے آپ اسی مقام کی باتیں امت کو سکھا رہے ہیں۔ فرماتے ہیں مجھ سے اخلاق سیکھو۔ مجھ سے تعلق باندھا ہے۔ میں حبل اللہ ہوں۔ تم نے اللہ سے تعلق باندھنا ہے تو میرے وسیلے سے باندھو گے اور یہ انداز ہیں وہ تعلق باندھنے کے کہ جیسے میں کرتا ہوں ویسا ہی تم کرو۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کبھی کسی جگہ جانے پر کسی کو اشارۃً یا کنایۃً یا لفظاً اپنے مقام سے نہیں اٹھایا۔

یہاں یہ بات سمجھانی بھی ضروری ہے بعض دفعہ لوگ منہ سے نہیں کہتے مگر انداز بتا رہا ہوتا ہے کہ جگہ خالی کرو۔ وہ دیکھتے اس طرح ہیں کہ اور تمہیں کیا چاہئے میں آگیا ہوں۔ اٹھو اور اپنی جگہیں پیش کر دو۔ چاہے یہ زبان سے کہا جائے یا عمل سے کہا جائے یہ دونوں چیزیں اس بلند اخلاق سے گری ہوئی ہیں جس پر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فائز تھے مگر اس کا یہ مطلب نکالنا کہ اگر کوئی اپنی جگہ خالی کرے تو وہاں نہ بیٹھو یہ درست نہیں ہے۔ اور یہ حصہ اثر ہے یعنی صحابی کی بات ہے. آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا طریق نہیں تھا. ابن عمرؓ کا طریق لکھا ہوا ہے کہ جب کوئی آپ کو جگہ دینے کے لئے اٹھتا تو آپ کہتے یہ تم نہیں میں نہیں بیٹھوں گا وہاں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا طریق کیا تھا۔ حضرت واثلہ بن خطاب سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص حاضر ہوا۔ حضور علیہ السلام اسے جگہ دینے کے لئے اپنی جگہ سے ہٹ گئے۔ کیسے بلند اخلاق ہیں جہاں آنے والوں کو نصیحت فرمائی ہے کہ تم نے اٹھانا نہیں ہے۔ وہاں یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر بیٹھا رہنے والا تن کر بیٹھا رہے کہ آنے والے کو نصیحت ہے کہ نہیں اٹھانا تو ہم کیوں اٹھیں اپنی جگہ سے۔ محمد رسول اللہ سے بڑھ کر کون معزز ہو سکتا تھا، ہو سکتا ہے یا ہو سکے گا۔ ایک ہی ہیں جو کائنات میں سب سے معزز تھے اور ہمیشہ معزز رہیں گے۔ آپ کا دستور یہ تھا کہ مسجد میں تشریف فرما ہیں۔ آنے والا آیا ہے تو اپنی جگہ سے کچھ سرک گئے تاکہ اس کے لئے جگہ بن جائے۔ وہ شخص کہنے لگا حضور! جگہ بہت ہے آپ کیوں تکلیف فرماتے ہیں۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا ایک مسلمان کا حق ہے کہ اس کے لئے اس کا بھائی سمٹ کر بیٹھے اور اسے جگہ دے۔ (بیہقی فی شعب الایمان ۔ مشکوٰۃ باب القیام)۔

پس آنے والے کو اور نصیحت ہے. بیٹھنے والے کو اور نصیحت ہے اور دونوں طرف Cushoning ہے۔ اگر کسی ایک سے بھی اخلاقی غلطی ہو تب بھی ٹھوکر نہیں لگے گی۔ دونوں طرف ایسی دبیز چیزیں ہیں جو شاک پروف (Shock proof) ہیں۔ صدمہ کو ختم کرنے والے اخلاق ہیں۔ پس اگر ایک سے ٹھوکر لگنے کا خطرہ بھی ہو تو دوسرا اپنے اوپر اس کو اس نرمی سے لے لیتا ہے کہ اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ پس وہ جو دستور تھا ابن عمرؓ کا، وہ ان کا اپنا ایک انداز تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصیحت سن کہ دل میں اس زور

> **وہ اخلاق محمدی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جن کی بنیادیں الٰہی عشق میں گڑی ہوئی ہیں ان اخلاق کے بغیر کوئی دنیا کی جماعت ایک ہاتھ پر اکٹھی نہیں ہو سکتی**

سے گڑ گئی ہے کہ آپ وہم بھی نہیں کر سکتے تھے کہ اشارۃً یا کنایۃً بھی میں اس مضمون کے کسی پہلو پر عمل پیرا نہ ہو سکوں۔ پس اس بات کو مبالغہ کی حد تک قبول کیا اور جب کوئی آپ کے لئے جگہ خالی کرتا تھا آپ وہاں بیٹھنے سے انکار کر دیتے تھے۔ یہی واقعہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بھی ہوا آنے والے نے آپ کے ادب میں انکار کیا حضور نے فرمایا۔ نہیں ہر مسلمان کو چاہئے کہ آنے والے کے لئے کچھ جگہ بنائے کچھ سمٹے۔ یہاں ملاقاتیں جب ہوتی ہیں تو بعض دفعہ میں نے دیکھا ہے کرسیاں کم ہوتی ہیں آنے والے زیادہ ہوتے ہیں اور بعض دفعہ بچے بھی کرسیوں پر ڈٹے بیٹھے رہتے ہیں۔ ان کے بڑے کھڑے ہیں اور ان کو پرواہ نہیں ہوتی اور اس عمر میں اگر یہ نصیحت ان کو دل نشین نہ کرائی گئی تو بڑے ہو کر وہ بد اخلاق لوگ بنیں گے۔ یہ درست ہے کہ ماں باپ کو خود بچوں کو یہ کہہ کر اٹھو اٹھو میرے لئے جگہ خالی کرو۔ ان کی عزت نفس کو کچلنا نہیں چاہئے مگر جب دوسرے آتے ہیں تو اس وقت نصیحت کر کے ان کو سمجھانا چاہئے کہ اپنے لئے جگہ نہ مانگیں. دوسروں کو جگہ دینے کے لئے آمادہ تو کریں یہاں تک کہ یہ ان کی فطرت ثانیہ بن جائے اور ہمارے سب بچوں کو یہ بنیادی محمد رسول اللہ کا خلق ایسا یاد ہو جائے کہ ان کی رگ و پے میں سرایت کر جائے. ان کی فطرت ثانیہ بن جائے۔ ہر شخص آنے والا بھی محمد رسول اللہؐ کے خلق کا مظاہرہ کر رہا ہو اور بیٹھنے والا بھی محمد رسول اللہؐ کے خلق کا مظاہرہ کر رہا ہو۔ امر واقعہ یہ ہے کہ حدیث پر عمل کرتے ہوئے اور آپ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے آپ کے ذہن میں جو نقشہ ابھرنا چاہئے وہ یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم گو جسمانی طور پر ہم سے جدا ہو چکے ہیں مگر آپ کی سیرت ہم سے کبھی جدا نہ ہو اور اس کائنات کے ہر جو کو آپ کی سیرت بھر دے. ہر اندھیرے کو آپ کی سیرت کا نور روشنی میں تبدیل کر دے اور یہی ایک ذریعہ ہے جس سے زمانہ کی تاریکیاں اجالوں میں تبدیل کی جائیں گی۔ اس کے بغیر اور کوئی رستہ نہیں ہے۔ اس لئے چھوٹی چھوٹی نصیحتوں کو معمولی نہ سمجھیں۔ انہی سے آپ نے کائنات میں رنگ بھرنے ہیں. خوشبوئیں عطا کرنی ہیں۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا حسن ہے جس نے درحقیقت اس کائنات کے بدصورت چہروں کو لازوال حسن میں تبدیل کر دینا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میری سنت میں یہ بات بھی شامل ہے کہ میزبان اعزاز و تکریم کے ارادے سے مہمان کے ساتھ گھر کے دروازے تک الوداع کہنے آئے۔ (سنن ابن ماجہ. ابواب الاطعمہ. باب الضیافہ)۔

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ایک غلام اس نیت سے اس عادت کو اپناتا ہے تو اس کو پتہ بھی نہیں کہ اس چھوٹی سی بات کا بعض دفعہ دوسروں پر کتنا گہرا اثر پڑتا ہے۔ مختلف مہمان تشریف لاتے ہیں (یعنی باہر سے ملنے کے لئے مختلف ملکوں سے) تو جہاں تک توفیق ہے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس نصیحت پر عمل کرتا ہوں اگر بعض دوسرے مہمانوں کی مجبوریوں سے. کیونکہ ان کے آپس میں بھی حق ہوتے ہیں، میں باہر تک نہ جا سکوں تو کم سے کم دفتر کے دروازے تک آکر ان کو رخصت کرتا ہوں اور مجھے یاد ہے ایک پاکستان کے بہت معزز خاندان کے دوست تشریف لائے. ان کا نام ظاہر کرنا مناسب نہیں تو کوئی تکلف نہیں تھا. کوئی یہ خیال نہیں تھا کہ خاص طور پر ان کو مرعوب کروں گا۔ جیسے عادت تھی ان کو باہر تک کار کے دروازے تک چھوڑنے گیا۔ تو وہاں سے پتہ چلا ایک احمدی نے لکھا کہ وہ جگہ جگہ ہر مجلس میں یہی تذکرے کر رہے ہیں کہ حیرت انگیز اخلاق ہیں اور میں اپنی جگہ شرمندہ بھی ہوا اور میں نے سوچا کہ اتنی معمولی سی بات. جو میرا خلق ہے ہی نہیں یہ تو میرے آقا و مولیٰ محمد رسول اللہؐ کا خلق تھا میں نے تو عاریتاً مانگا ہوا تھا اور میری نیکی کا اس میں کوئی بھی دخل نہیں۔ یہ وہ خلق ہے جو ایک خلق. ایک موقعہ پر. ایک چھوٹے سے اظہار میں دلوں کو جیت لینے والا ثابت ہوا ہے۔ روز مرہ کی زندگی میں آپ اس خلق کو اپنائیں تو دیکھیں کتنے دل جیتے جائیں گے لیکن خلق ایک نہیں بلکہ ہزارہا خلق ہیں۔ زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے خلق ہیں جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے فیض عام نے ہم تک پہنچائے اور ایک سمندر فیوض کا جاری فرما دیا ہے۔ ان اخلاق کو اپنی زندگیوں میں اپنا لیں پھر دیکھیں آپ کے اندر کتنی عظیم انقلابی طاقتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے اور یہ مسلم سے لی گئی ہے جو پہلی روایت تھی ابن ماجہ سے لی گئی تھی۔ ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: جب تم تین ہو تو تم میں سے دو الگ سرگوشی نہ کریں جب تک کہ دوسرے لوگوں کے ساتھ نہ مل جاؤ کیونکہ اس طرح تیسرے آدمی کو رنج ہو سکتا ہے (مسلم کتاب السلام باب تحریم مناجاۃ الاثنین دون الثالث بغیر رضاہ)۔ مراد یہ ہے کہ پتہ نہیں وہ کیا بات کر گئے ہیں۔ اب یہ جو خلق ہے اس کا خاص طور پر ایسے ملک سے گہرا تعلق ہو جاتا ہے جہاں مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں۔ مختلف قومیں آباد ہیں۔ اپنی اپنی زبانیں لے کر آگئیں۔ اب یہ تو ہر ایک کے لئے ممکن نہیں کہ ہر ایک دوسری زبان کو سیکھے اور اپنی بات کے ایسی زبانوں میں ترجمے کرتا چلا جائے کہ مجلس میں بیٹھا ہوا ہر شخص اس کو سمجھ سکے۔ یہ مراد نہیں ہے اول مراد یہ ہے کہ اگر ایسی مجلس میں ہو جہاں ایک ہی زبان بولی اور سمجھی جاتی ہے تو کانوں میں سرگوشی نہ کرو اور دوسروں کی موجودگی میں ان سے الگ چھپ کر گویا راز کی بات نہ کرو۔ دوسری بات اس میں یہ ہے کہ اگر ایسی زبان بولنے والے ہیں جو تم بول سکتے ہو اگرچہ تمہاری زبان نہیں۔ اور ایسا شخص بھی موجود ہو جو تمہاری زبان جانتا ہے تو جب آپ ایسے شخص سے اپنی زبان میں بات کریں گے تو عملاً یہ سرگوشی کے قائم مقام ہو جائے گی اور وہ شخص جو آپ کی زبان نہیں سمجھتا تیسرا ہے اس کے لئے تکلیف کا موجب بنے گی۔ اسی لئے اکثر اوقات میں احمدیوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ جس ملک میں ہو اس کی زبان کو اتنی اہمیت دو کہ اگر تم سو میں بیٹھے ہو اور ایک بھی اس زبان کا بولنے والا ہو جو تمہاری زبان نہیں سمجھتا تو اس حدیث کی نصیحت کا وہاں بھی

> **حسب حال نصیحت فرمانا بھی سنت ہے۔ موقع اور محل دیکھ کر ایسی نصیحت کریں جو جس کو سنائی جائے اس سے تعلق رکھتی ہو اور اسے فائدہ پہنچانے والی ہو**

ہو گا۔ آپس میں جب تم باتیں کرو گے وہ ایک شخص یہ سمجھے گا کہ مجھے اکیلا چھوڑ دیا گیا ہے گویا میں اس مجلس کا حصہ نہیں ہوں اور اس کا اس کے اوپر بہت اثر پڑ سکتا ہے یہاں تک کہ بعض لوگ اسی وجہ سے پھر مذہب سے بدظن ہو کر دور ہٹ جاتے ہیں۔ چنانچہ انگلستان ہی میں مجھے پتہ چلا کہ دو خواتین تھیں جو کسی زمانے میں. بہت ہی مخلص احمدی تھیں اور اس کے بعد ان کا رابطہ کٹ گیا۔ جب میں انگلستان آیا تو مجھے کسی نے بتایا کو وہ دو خواتین تھیں وہ ابھی تک زندہ ہیں اور ان کا رابطہ اس وجہ سے کٹا کہ وہ مجلسوں میں آتی تھیں تو پاکستانی خواتین آپس میں اردو میں یا پنجابی میں باتیں کرتی رہتی تھیں اور وہ جن کا ملک ہے وہ اپنے ہی ملک میں اجنبی بنی بیٹھی رہتی تھیں۔ یہاں تک کہ وہ جماعت سے بدظن ہو گئیں اور باوجود اس کے کہ پہلے ابتدا میں وہ بڑی قربانی کرنے والی تھیں. چندے بھی بہت دیا کرتی تھیں وہ قطع تعلق کر کے ایک طرف بیٹھ رہیں۔ جب مجھے پتہ چلا تو ان کی طرف میں نے معذرت کا پیغام بھجوایا۔ ان کو ان کی دلجوئی کی باتیں کیں اور ان سے کہا کہ مذہب تو اپنی جگہ ہے کسی کی بداخلاقی کی وجہ سے آپ کیوں خودکشی کرتی ہیں۔ اپنا نقصان کیوں اٹھاتی ہیں۔ اس نے بڑا غلط کام کیا ہے لیکن یہ مطلب تو نہیں کہ آپ اپنا تعلق محمد رسول اللہؐ اور اسلام سے کاٹ لیں۔ چنانچہ اللہ کے فضل کے ساتھ اس نصیحت نے اثر دکھایا۔ اور ایک خاتون کا پتہ چلا ان کو میں نے بہت لجاجت کے ساتھ بلایا کہ ہمارے گھر تشریف لائیں. ہمارے ساتھ کھانا کھائیں اور لجنہ کو پیغام دیا کہ یہ جب ملا کریں تو ان سے عزت کے ساتھ پیش آیا کریں۔ دو تین چھوٹی چھوٹی باتوں سے ان کی کایا پلٹ گئی، چندوں میں غیر معمولی طور پر نمایاں ہو گئیں۔ حالانکہ خطرہ یہ تھا. اطلاع یہ تھی کہ ایک موقع پر وہ یہ سوچ رہی تھیں کہ دوبارہ عیسائیت میں مدغم ہو جائیں اور اسلام کو ترک ہی کر دیں کیونکہ وہ سمجھتی تھیں کہ اگر کسی مذہب میں عام روزمرہ کے اخلاق بھی درست نہیں ہیں تو پھر اس نے راہنمائی کیا کرنی ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ چھوٹی چھوٹی نصیحتیں ہمارا عمل کرنے کے لحاظ سے چھوٹی ہیں، اپنے مرتبے اور مقام اور رفعتوں کے لحاظ سے چھوٹی نہیں۔ ان کی مثال ان دو کلموں کی سی ہے جن کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

"كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ"

کہ دو کلمے ہیں بالکل چھوٹے چھوٹے. زبان پر ہلکے ہیں لیکن وزن میں بہت بھاری ہیں اور اللہ کو بہت ہی پیارے ہیں۔ تو چھوٹی نصیحت ان معنوں میں کہ اس نصیحت پر عمل کرنا یا ان نصیحتوں پر عمل کرنا اتنا آسان ہے کہ آدمی جب عمل کرتا ہے تو حیرت سے دیکھتا ہے کہ یہ نیکی کیسے ہو گئی یہ تو معمولی سی بات ہے۔ لیکن وزن میں یہ باتیں اتنی گہری. اتنی وزنی اور اتنی ٹھوس ہیں کہ قوموں کی تقدیریں بدلنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔

پس اپنے آپ کو ایک با اخلاق جماعت بنائیں اور با اخلاق جماعت بننے کے لئے با اخلاق گھر بنانے ضروری ہیں۔ یہ ناممکن ہے کہ بازاروں میں تو آپ خلیق ہوں اور گھروں میں بدتمیز اور بد اخلاق ہوں اس سے تو میں نہیں بن سکتیں یہ ایک دھوکے کی زندگی ہے۔ بعض لوگ مجھے لکھتے ہیں مثلاً بعض عورتوں نے مجھے لکھا کہ ہمارے خاوند بڑے ہر دلعزیز ہیں۔ باہر بہت اچھی باتیں کرتے ہیں۔ لوگ ان کے بڑے قائل اور ان کے گرویدہ اور گھر آکر ایسے بد اخلاق ہو جاتے ہیں کہ مجھ سے اور بچوں سے تلخی کے سوا کوئی بات ہی نہیں نکلتی۔ یہ خلق محمدیؐ نہیں ہے یہ تو خلق منافقت ہے. خلق محمدیؐ تو وہ ہے جو اندھیروں میں بھی اسی طرح روشن ہو جیسے روشنی میں روشن تر ہو جاتا ہے اور جگہ کے فرق سے اس کے اندر کوئی فرق نہیں پڑتا سوائے اس کے کہ وقت کے تقاضوں سے بعض دفعہ پہلے سے بڑھ کر وہ جوش دکھاتا ہے۔ پس وہی خلیق ہے جو اپنے گھر میں خلیق ہو تبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے اخلاق کا سفر گھر سے شروع کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں " خیرکم خیرکم لاھلہ " تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہترین ہو " وانا خیرکم لاھلی " اور میں تم سب سے زیادہ اپنے گھر والوں کے لئے بہترین ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے خیر کا سفر گھر سے شروع ہوتا ہے لیکن گھر پر ختم نہیں ہو جاتا گھر سے شروع ہوتا ہے اور بازاروں میں پھرتا ہے. دوسروں کے گھروں تک فیض پہنچاتا ہے. تمام عالم آپ سے فیضیاب ہو جاتا ہے۔

پس اپنے گھروں میں اپنے اخلاق درست کریں تو پھر آپ حقیقت میں سچے طور پر خلیق کہلا سکتے ہیں۔ با اخلاق انسان کہلا سکتے ہیں اور اس کے بغیر آپ دنیا میں تبدیلی نہیں کر سکتے۔ میں نے پہلے بھی اس طرف توجہ دلائی تھی کہ گھر میں بد اخلاقی کے بہت سے ایسے بد نتائج نکلتے ہیں جو نسلوں کو تباہ کر سکتے ہیں۔ باہر کی بد اخلاقی وقتی طور پر آپ کو نقصان پہنچا سکتی ہے، آپ کے دین کو نقصان پہنچا سکتی ہے لیکن بات آئی گئی ہو گئی۔ لیکن جو بد اخلاقی آپ گھر میں کرتے ہیں وہاں اپنی نسلوں کو بد اخلاق بنا رہے ہوتے ہیں۔ ایسی نسلیں پیچھے چھوڑ کر جا رہے ہوتے ہیں جو سارے ماحول میں بدخلقیوں کے زہر گھلا دیتی ہیں اور پھر نسلاً بعد نسل آپ کی بد اخلاقیوں کو آگے بڑھاتی چلی جاتی ہیں کیونکہ بد خلق ماں باپ کے بچے بسا اوقات. الا ماشاء اللہ. سب کے سب بد خلق نکلتے ہیں اور جو شخص اپنے گھر میں اپنے باپ کو گندی زبان استعمال کرتے دیکھا ہے وہ خود بھی ویسی ہی گندی زبان پھر دوسروں کے لئے استعمال کرتا ہے اور بعض دفعہ وہ اپنے باپ کے لئے بھی وہ زبان استعمال کرتا ہے مگر دل میں کرتا ہے۔ بہت سے ایسے نفسیاتی مریض میرے پاس آئے ہیں مثلاً ابھی کچھ عرصہ پہلے انگلستان میں ایک غیر مسلم خاتون تھیں بہت شدید نفسیاتی مرض میں مبتلا تھیں میرے پاس تشریف لائیں کہ میں تو سب ڈاکٹروں کے پاس پھر چکی ہوں میرا کوئی علاج نہیں اور میرا دل چاہتا ہے کہ خود کشی کر کے اپنے آپ کو ختم کر لوں۔ میں نے کہا کیا بیماری ہے آپ کو۔ کہنے لگیں کہ بڑے برے خیالات دل سے اٹھتے ہیں۔ ان کی طرز سے میں سمجھا کہ برے خیال سے کوئی اور مراد ہے۔ میں نے کہا خدا تعالیٰ کے متعلق آپ دل میں بد زبانی کرتی ہیں انہوں نے کہا ہاں یہی بات ہے آپ نے بالکل صحیح بات پکڑی ہے۔ میں نے کہا کیا اس سے پہلے آپ اپنے ماں باپ یا خاوند کے خلاف ایسے ہی جذبات رکھتی تھیں اور ان کو دبا لیا کرتی تھیں۔ ان کا چہرہ کھل گیا جیسے میں ان کے دل کے راز پڑھ کر جس طرح کتاب سنائی جاتی ہے وہ سنا رہا ہوں۔ انہوں نے کہا یہی تو بات ہے جو کسی کو پتہ نہیں چلتی بالکل اسی طرح واقعہ ہوا ہے۔ میں نے کہا اس پر آپ نے اس کو دبایا اور آپ خوفزدہ ہوئیں اور آپ نے کہا دیکھو میرے باپ کا مقام کیا ہے اور میں اس کے متعلق کیا لفظ سوچ رہی ہوں اور ڈر گئیں اور پھر ایک خوف دوسرے خوف میں تبدیل ہونے لگا۔ پھر آپ کو اسی سوچ میں خیال آیا کہ اگر میں اللہ کے متعلق ایسا کلمہ کہہ دوں تو پھر کیا ہو گا۔ تو یہ آپ کا خوف ہے جو آپ کو ڈرا رہا ہے۔ وہ بدی خدا کے متعلق آپ کے دل سے نہیں پھوٹ رہی۔ اس لئے آپ اس بات کو بھول جائیں کہ آپ گنہگار ہیں۔ اصل میں اس گناہ کی جو کنہہ ہے. آغاز ہے وہ نیکی سے شروع ہو رہا ہے اور خوفزدہ ہو کر آپ کو پتہ نہیں کہ آپ کیا حرکت کر رہی ہیں اور کس دباؤ کے نیچے ہیں۔ ان کو میں نے پیار سے سمجھایا اور میں نے کہا کہ آپ مسلمان تو نہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی ایک نصیحت ہے جو شاید آپ کے دل کو تسلی دے سکے۔ آپ نے فرمایا میری امت کے ان خیالات کے گناہ اٹھا دئے گئے ہیں جو مجبوراً ان کے دل میں پیدا ہوتے ہیں مگر ان پر عمل کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہوتا. بے اختیاری کی باتیں ہیں۔ میں نے کہا دیکھو ہمارے آقا و مولا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے چودہ سو سال پہلے ایسے تمام نفسیاتی مریضوں کا علاج بھی بیان فرما دیا۔ اس کا حل پیش کر دیا۔ میری یہ باتیں سن کر ان کو اتنا اطمینان نصیب ہوا کہ انہوں نے کہا کہ آج تک نہ کبھی کسی ڈاکٹر سے یہ بات مجھے ملی نہ کسی بزرگ سے یہ بات سمجھ آئی۔ آج پہلی دفعہ میرے دل کو ٹھنڈ پڑی ہے ورنہ میرا دل چاہتا تھا کہ میں خود کشی کر کے مر جاؤں اور یقینی بات تھی۔

پس حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی نصائح زندگی کے ہر حصے پر چھائی ہوئی ہیں۔ ہر نفسیاتی بیماری سے تعلق رکھتی ہیں اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ان باتوں میں بھی جو دلوں میں پوشیدہ ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم پہلے ہی جواب دے رہے ہیں گویا تمام دنیا میں لوگوں کے دلوں پر نظر ہے حالانکہ عالم الغیب نہیں مگر عالم الغیب سے ایسا تعلق ہے کہ اس سے ایک روشنی پائی ہے اور وہ روشنی تمام دنیا کے دلوں تک سرایت کر جاتی ہے۔ پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی نصیحتوں کو بڑی مضبوطی سے تھام لیں۔ یہی حبل اللہ ہے حقیقت میں۔ اسے پکڑ لیں تو پھر کبھی منتشر نہیں ہونگے۔ فرمایا تم جب دیکھو جب تیسرا آدمی بیٹھا ہو تو ایسی زبان میں بات نہ کیا کرو جس سے اس کے لئے ٹھوکر کا سامان ہو وہ سمجھے کہ مجھے الگ کر دیا گیا ہے اور دل میں رنجش محسوس کرے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا (یہ حضرت ابو ذرؓ کی روایت ہے مسلم کتاب البر سے لی گئی ہے) معمولی نیکی کو بھی حقیر نہ سمجھو۔ نیکی نیکی ہی ہوتی ہے چاہے تھوڑی ہی ہو۔ امر واقعہ یہ ہے کہ کہتے ہیں۔ چوری چوری ہی ہوتی ہے۔ پنجابی میں کہتے ہیں "لکھ دی وی چوری تے ککھ دی وی چوری" لاکھ چراؤ تب بھی چوری "ککھ" چراؤ تب بھی چوری۔ چوری چوری ہی ہے۔ نیکی کا بھی یہی حال ہے نیکی کا ایک ازلی پیوند خدا تعالیٰ کی ذات سے ہے۔ جس نیکی سے بھی آپ پیوند لگائیں گے آپ کا تعلق خدا تعالیٰ سے قائم کرنے والی ہوگی۔ اسی لئے آنحضور صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں اخلاقی تعلیمات کو معمولی نہ سمجھو۔ یہ نیکیاں ہیں۔ ان کو اہمیت دو۔ یہاں تک فرمایا اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے پیش آنا بھی تو ایک نیکی ہے اور کچھ نہیں ہوتا تو ہنس کر بات کر لیا کرو۔ (مسلم کتاب البر والصلہ. باب استحباب طلاقہ الوجہ عند اللقاء)۔

اپنے آپ کو ایک با اخلاق جماعت بنائیں اور با اخلاق جماعت بننے کے لئے با اخلاق گھر بنانے ضروری ہیں

آج کل کے زمانے میں بعض لوگ بڑے فخر سے نئی تہذیب کا یہ محاورہ پیش کرتے ہیں کہ مسکرا کے ملو تمہیں اس کی کوئی قیمت نہیں دینی پڑتی۔ یہ ایک سرسری اور محض ایک مصنوعی سی نصیحت ہے۔ اس میں گہرائی نہیں ہے۔ اس بات کو تسلیم کر لیا گیا ہے کہ جہاں پیسے دینے پڑیں وہاں بیشک نیکی نہ کرو کیونکہ دلیل یہ قائم کی گئی ہے کہ دوسرے سے مسکرا کر پیش آؤ کیونکہ تمہیں مسکراہٹ کی قیمت نہیں دینی پڑتی۔ بصورت دیگر اگر قیمت دینی بھی پڑے تو پھر بے شک نہ مسکراؤ۔ اسلامی تعلیم تو بہت گہری ہے اور اس سے بہت گہری ہے اور اس سے بہت زیادہ ہے۔ مسکراؤ بھی اور اپنے پلے سے دو بھی اور قربانیاں بھی کرو۔ یہ اسلامی تعلیم ہے مگر اگر کسی وجہ سے تم اور کچھ نہیں کر سکتے تو کم از کم اتنا تو کرو کہ خندہ پیشانی سے بھائی سے پیش آؤ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے ایک دوسرے موقعہ پر فرمایا (یہ چھوٹی چھوٹی نیکیوں کی بات ہو رہی ہے اس ضمن میں میں حوالہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں) کہ کوئی شخص جب ہماری مسجد یا بازار سے گزرے تو اپنے نیزے کی انی کو پکڑ لے ایسا نہ ہو کہ کسی مسلمان کو لگ جائے (سنن ابو داؤد کتاب الجہاد باب فی النبل یدخل فی المسجد)

یعنی اپنی چیزوں سے دوسروں کی حفاظت کرنا تمہارا فرض ہے اور اگر بازار میں ہتھیار لے کر جا رہے ہو تو اپنا ہاتھ اس پر رکھو تا کہ اگر ٹھوکر لگے اور صدمے سے تم اچانک گر جاؤ تو تم زخمی ہو. تمہارا بھائی زخمی نہ ہو۔ نیزے کے پھل پر ہاتھ رکھنے میں یہ تعلیم ہے ورنہ اتفاقاً ٹھوکر لگتی ہے اور گرتے ہیں تو نیزہ کسی کو لگ جاتا ہے تو آپ کہتے ہیں معاف کرنا میرا یہ ارادہ نہیں تھا. یہ تو میری نیت نہ تھی اس طرح ہو گیا۔ تو آنحضورؐ کی نصیحت پر عمل ہو تو آپ یہ نہیں کہیں گے کہ معاف کرنا میری غلطی سے یہ ہو گیا ہے۔ جو غلطی سے ہوا آپ کو نقصان ہو گا. آپ کے بھائی کو نہیں ہو گا۔ بھائی آپ کی طرف لپکیں گے کہ او ہو آپ کو تکلیف پہنچی ہے ہم اس کا ازالہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے ایک موقعہ پر فرمایا (اور یہ حدیث بھی ابو ذرؓ کی ہے اور مسلم سے لی گئی ہے) کہ میں نے ایک آدمی کو دیکھا (یہ ایک کشفی نظارہ ہے جس کا بیان ہے) جو جنت میں پھر رہا تھا۔ اس نے صرف یہ نیکی کی تھی کہ ایک کانٹے دار درخت کو جس سے راہ گزرنے والے لوگوں کو. مسلمانوں کو تکلیف ہوتی تھی رستے سے کاٹ دیا تھا۔ ایک اور روایت ہے کہ ایک آدمی نے رستے میں ایک درخت کی لٹکی ہوئی ٹہنی دیکھی جس سے مسلمانوں کو گزرتے وقت تکلیف ہوتی تھی۔ اس نے کہا خدا کی قسم میں اس ٹہنی کو کاٹ کر پرے ہٹا دوں گا تا کہ مسلمانوں کو یہ تکلیف نہ دے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اس کے فعل کی قدر کی اور اس کو بخش دیا (مسلم کتاب البر والصلہ باب فضل ازالہ الاذی عن الطریق)

یہاں یہ بات سمجھانے کے لائق ہے کہ بعض دفعہ جو چھوٹی چھوٹی نیکیاں ہیں وہ بڑے بڑے اثرات دکھاتی ہیں۔ ایک دفعہ ایک مریض میرے پاس تشریف لائے ان کی ایک آنکھ بینائی سے جاتی رہی تھی اور خطرہ تھا کہ دوسری آنکھ بھی نکالنی پڑے گی اور وہ رستہ چلتے کسی شاخ سے آنکھ ٹکرانے کے نتیجے میں یہ بیماری شروع ہوئی تھی۔ کوئی تیز سا پتہ تھا جو تیزی سے چلتے چلتے آنکھ میں لگا اور اس کو تراش گیا ہے۔ اور جب ایک آنکھ ضائع ہو تو بعض دفعہ Sympethaticaly کہا جاتا ہے کہ گویا اس کی ہمدردی میں دوسری آنکھ بھی جواب دے جاتی ہے تو ایسا ہی کیس تھا۔ پس ہے تو چھوٹی سی نیکی لیکن اس کے اثرات بہت بڑے ہو جاتے ہیں اور بڑے پھیل جاتے ہیں۔ ایک چھوٹے سے فعل سے آپ بنی نوع انسان کو کئی قسم کی مصیبتوں سے بچا لیتے ہیں. تو آنحضرتؐ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اسے معاف فرما دیا۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کے بعد وہ بدیاں کرتا رہا اور پھر بھی معاف رہا۔ اس مضمون کو ہمیشہ صحیح صورت میں سمجھنا چاہئے جب اللہ تعالیٰ کسی سے عفو کا سلوک فرماتا ہے اور اس کی بات کو پسند کر لیتا ہے تو اس کے نتیجے میں اس کو دوسری نیکیوں کی توفیق ملتی ہے اور اسے واپس نہیں بلاتا جب تک کہ اس کی نیکیوں کا پلڑا بھاری نہ ہو جائے۔ پس اس فیض کے ذریعے جو دوسروں کو پہنچا مسلسل اس کو بھی ایک فیض ملتا چلا جاتا ہے۔ اس کی اپنی وہ بدیاں دور ہونے لگتی ہیں جو خود اپنی ذات کے لئے خطرہ ہیں اور ان کی جگہ نیکیاں لے لیتی ہیں۔

ایک موقع پر ایک شخص نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ میں اسلام سے پہلے بھی بعض نیکیاں کیا کرتا تھا مثلاً پرندوں کو چوگا ڈال دیا کرتا تھا جو کچھ میسر آئے تا کہ یہ بھوکے نہ رہیں اس کا بھی کوئی اجر ہو گا جو اسلام سے پہلے پہلے نیکیاں کی ہیں۔ آپ نے فرمایا یہی تو اجر ہے۔ تمہیں نہیں پتہ چل رہا کہ تم مسلمان ہو گئے ہو یہ اسی کا اجر ہے۔ تو یہ معنے ہیں مغفرت کے کہ ایک نیکی کئی بدیوں سے روکتی ہے اور نئی نیکیوں کو جنم دے جاتی ہے۔ پس جتنے لوگوں کو بھی اس شاخ سے

نقصان پہنچ رہا تھا اور نہیں پہنچا اس کی نیکیاں اس شخص کے حق میں اس طرح لکھی گئیں کہ وہ خود اپنے نفس کی بدیوں سے بچایا گیا۔ یہاں تک کہ اللہ نے اس کو بلایا نہیں جب تک اس کی نیکیوں کا پلڑا بدیوں پر بھاری نہ ہو گیا۔

حضرت مقداد بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی اپنے بھائی سے محبت کرتا ہو اور چاہیئے کہ اسے بتا دے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح باب الحب فی اللہ ومن اللہ)

لیکن محبت کیسی ہے جس کا ذکر ضروری ہے۔ آپ کو یہ سمجھانا بہت ضروری ہے ورنہ بے ہودہ غلط محبتوں کی یہاں بات نہیں ہو رہی۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا سب سے افضل عمل اللہ کی خاطر محبت کرنا ہے اور اللہ کی خاطر بغض کرنا ہے۔ (سنن ابوداؤد کتاب السنۃ باب الاھواء)

پس جن محبتوں کا ذکر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرما رہے ہیں وہ للّٰہی محبت ہے۔ اللہ کی خاطر آپ کسی بھائی کو پیار کرتے ہیں تو اس کو بتائیں کہ میں خدا کی خاطر ... رشتے مضبوط ہوتے ہیں اور اسی طرح اللہ کی نعمت یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم دلوں کو باندھنے کا موجب بنتے ہیں۔

پھر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ایمان کی ایک نشانی انصار سے محبت رکھنا اور نفاق کی ایک علامت انصار سے بغض رکھنا ہے۔

یہ حدیث بخاری کتاب الایمان سے لی گئی ہے۔ یہ تو سب کو علم ہے کہ انصار کون تھے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے مدینہ کے وہ باشندے جنہوں نے مہاجر بھائیوں کے لئے اپنی خدمات پیش کیں اور اللہ کی خاطر بعضوں نے گھر بانٹ لئے، بعضوں نے جائدادیں تقسیم کر دیں۔ مگر خدا کی خاطر اپنے لٹے ہوئے بھائیوں کی مدد کی۔ یہ انصار ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی ایک لطیف تشریح فرمائی ہے کہ اس سے مراد ہر زمانے میں دین کی خدمت کرنے والے ہیں۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اول ص ۳۸۱) پس آج بھی مثلاً جماعت جرمنی میں جو کثرت سے دین کی خدمت کرنے والے پیدا ہو رہے ہیں۔ ان سے بغض رکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ کو پسند نہیں ہے۔ اللہ اس سے پیار کرتا ہے جو انصار سے پیار کرتا ہے۔ پس اس طرح اگر اس انصار کی تعریف کو وسیع کر دیا جائے تو ہر خدمت دین کرنے والا اپنے ارد گرد محبتوں کی ایک جماعت پیدا کرتا چلا جائے گا اور اس کے نتیجے میں نیکی کی قدر ہو گی اور نیکی کو اہمیت ملے گی اور نیکی کے نتیجے میں لوگ محبوب ہو اکریں گے۔

چونکہ اب وقت ختم ہو چکا ہے اور بھی دوسرے پروگرام ہیں اس لئے مجھے افسوس ہے کہ اس مضمون کو میں آج کے اس خطبہ میں ختم نہیں کر سکتا۔ انشاء اللہ باقی باتیں آئندہ خطبے میں آپ سے ہوں گی میں صرف ایک نصیحت کے بعد آپ سے اجازت چاہوں گا کہ اس وقت جو خصوصیت کے ساتھ نصرت کے محتاج ہیں۔ فی سبیل اللہ جن کی خدمت کرنا آج جماعت جرمنی پر اور یورپ پر خصوصیت سے فرض ہے وہ اپنے بوزنین بھائیوں کی خدمت ہے۔ یہ محض اللہ ستائے گئے ہیں ان کا اور کوئی قصور نہیں تھا سوائے اس کے کہ یہ اسلام سے وابستہ تھے اور جن طاقتوں نے بھی یہ فیصلہ کیا بہت بڑا ظلم کیا کہ یورپ کے دل میں یہ ہم ایک اسلامی حکومت نہیں بننے دیں گے۔ اگرچہ ان کو خود اسلام کا علم نہیں تھا مگر دار سے اسلام کے نام پر پکڑے گئے تھے

کاٹے اسی لئے گئے ہیں کہ انہوں نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دامن کو تھاما ہوا تھا اور کسی قیمت پر اس سے علیحدہ ہونے پر آمادہ نہیں تھے۔ پس یہ انصار ہیں آج جن کے ساتھ آپ کو سب سے زیادہ محبت کا سلوک کرنا چاہیئے۔ اگر ایسا کریں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم آپ کو خوشخبری دیتے ہیں کہ اللہ آپ سے محبت کرنے لگے گا۔ خدا کرے کہ آپ بنی نوع انسان سے اللہ کی خاطر محبت کریں اور اللہ، بنی نوع انسان کی خاطر آپ سے محبت کرنے لگے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ ☆☆☆

منقولات

احمدیوں کا سیٹلائٹ ٹی وی چینل پاکستان میں دیکھا جا سکے گا

لندن ۲۲ اگست (پی ٹی آئی)۔ پاکستان میں مظالم کا شکار بنائے جانے والے احمدی لوگوں نے ایک سیٹلائٹ ٹیلیویژن براڈ کاسٹنگ قائم کیا ہے جو ۲۰ ملین احمدی لوگوں کے لئے ہو گا۔ اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ یہ پروگرام روکے نہیں جا سکتے۔ یہ بات احمدیہ گروپ کے ایک ترجمان شری رشید چودھری نے کہی۔ دراصل وہ یہ کہنا چاہتے تھے کہ پاکستان اس پر پابندی نہیں لگا سکتا جیسے کہ اس ملک میں احمدیوں پر لگائی گئی ہے۔ کیونکہ پاکستان میں بے شمار لوگوں کے پاس ڈش انٹینا ہیں اور اس پر آنے والے پروگراموں کو روکا نہیں جا سکتا۔

پاکستان میں احمدیوں پر جیلوں میں مظالم ڈھائے جاتے ہیں جن کو موت کی سزا کا سامنا ہے۔ احمدیہ ٹیلیویژن کا نام ایم ٹی اے (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ) رکھا گیا ہے۔ اور اس نے جنوری سے پروگرام ٹیلی کاسٹ کرنے شروع کئے ہیں۔ یہ ٹی وی پانچ مختلف سیٹلائٹوں کے ذریعہ اپنے پروگرام یورپ۔ ایشیا۔ افریقہ۔ کینیڈا۔ اور آسٹریلیا کے لئے ٹیلی کاسٹ کرتا ہے۔

احمدیہ لوگ یہ پروگرام ڈش لگا کر دیکھ سکتے ہیں۔ ہم پروگراموں کیلئے کوئی قیمت وصول نہیں کرتے"۔ یہ بات شری رشید جسوال نے کہی جو لندن میں ٹی وی سٹیشن چلاتا ہے ۱۲ گھنٹے کا سب سے لمبا ٹیلی کاسٹ برصغیر ہندوستان کے لئے کیا جاتا ہے۔ پروگراموں میں درس دینیات کے علاوہ کئی اور پروگرام بھی ہوتے ہیں۔ روزانہ تلاوت کی جاتی ہے۔ یہاں مقیم ایک احمدیہ لیڈر حضرت مرزا طاہر احمد درس قرآن بھی دیتے ہیں۔ اور وعظ فرماتے ہیں۔ انکے اپنے عقیدتمندوں کے ساتھ میٹنگیں بھی ٹیلی کاسٹ کی جاتی ہیں۔ لیکن انہوں نے کہا کہ براڈ کاسٹ مساجد میں نماز کا نعم البدل نہیں ہو سکتا خاص طور سے وقت کی فرق کی وجہ سے۔ انہوں نے کہا کہ ان کا گروپ پوری دنیا میں مساجد تعمیر کرے گا۔ حال ہی میں گروپ نے اسپین میں مسجد تعمیر کی ہے۔ جنوبی لندن کے ساؤتھ فیلڈ میں ٹی وی سٹیشن ایک مسجد میں لگایا گیا ہے۔ یہاں میں ۲۲ لوگ کام کرتے ہیں۔ جو سب رضاکار ہیں۔ "ہمارے پاس سینکڑوں اور لوگ ہیں جو ہمارے لئے پروگرام بناتے ہیں اور کام کرتے ہیں۔ اور تمام دنیا میں رضاکارانہ طور پر کام کرتے ہیں" یہ بات شری چودھری نے کہی۔ ٹی وی سٹیشن کا خرچہ احمدیوں کے چندہ سے چلایا جاتا ہے۔ احمدی لیڈر اپنے گروپ کی تعداد ۱۰ سے ۲۰ ملین تک بتاتے ہیں۔ یہ براڈ کاسٹ کئی لاکھو لوگوں تک پہنچ جاتا ہے۔ گروپ کو ایران اور سعودی عرب میں اپنے پروگرام پہنچانے میں دشواری پیش آ رہی ہے کیونکہ ان ممالک میں سیٹلائٹ ڈش پر پابندی لاگو ہے شری چودھری نے کہا کہ پروگراموں میں سیاست نہیں ہوتی۔ لیکن انسانی حقوق پر ایک ہفتہ وار پروگرام ہوتا ہے۔ جو بنیادی طور احمدیوں کے مسائل ابھارتا ہے۔ پروگرام ایک موبائل سٹوڈیو سے براڈ کاسٹ ہوتے ہیں۔ اس موبائل سٹوڈیو کو جلسہ اجتماع سے جو لندن کے نزدیک ٹلفورڈ میں ہوئی۔ کا سیدھا پروگرام ٹیلی کاسٹ کرنے میں استعمال کیا گیا۔

اس مقام کو میٹنگ کے دوران "اسلام آباد" نام رکھا گیا۔ شری جسوال نے کہا کہ گروپ اپنے پروگراموں کو وسعت دے رہا ہے۔ اور براڈ کاسٹنگ وقت بھی بڑھایا جا رہا ہے۔ ایک نیا پروگرام بچوں کی تحریک ہوگا۔ دوسرے کئی پروگراموں پر غور ہو رہا ہے (ہند سماچار جالندھر ۲۴ اگست ۹۴)

نشان کسوف و خسوف کی صد سالہ تقریب پر

کیرنگ میں صوبہ اُڑیسہ کا شاندار دو روزہ جلسہ

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان کی شمولیت

رپورٹ مرتبہ:۔ مکرم مولوی سید کلیم الدین احمد صاحب مبلغ سلسلہ کیرنگ

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب حسب طے شدہ پروگرام کے مطابق مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۹۴ء بذریعہ ٹرین بھوبنیشور پہنچے جہاں آپ کا پُرجوش استقبال کیا گیا۔ بعدہٗ محترم صاحبزادہ صاحب گیسٹ کار کے ذریعہ گورنمنٹ گیسٹ ہاؤس تشریف لے گئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ صوبہ اُڑیسہ میں محترم صاحبزادہ صاحب جب کبھی بھی تشریف لاتے ہیں تو گورنمنٹ گیسٹ ہوتے ہیں۔ اور حکومت کی طرف سے واپسی تک گیسٹ کار۔ ڈرائیور اور باڈی گارڈ کا شایانِ شان انتظام رہتا ہے۔

مورخہ ۱۵ اپریل کو محترم صاحبزادہ صاحب بذریعہ گیسٹ کار کیرنگ تشریف لائے تو یہاں پر آپ کا شاندار استقبال کیا گیا۔ جمعہ کی اذان ہونے پر نماز جمعہ کیلئے تشریف لائے اور نماز جمعہ آپ نے احمدیہ مسجد میں پڑھایا۔ بعدہٗ کیرنگ لجنہ ہال میں ایک دعائیہ تقریب میں لجنہ و ناصرات کو خطاب فرمایا۔ اور نئے لجنہ ہال کا افتتاح فرمایا۔ وہاں سے فارغ ہو کر سرکاری ہسپتال کیرنگ، دعا کے لئے تشریف لے گئے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہ وہ ہسپتال ہے جس کی تعمیر کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مبلغ ساٹھ ہزار روپے (۶۰۰۰۰ روپے) تحفہ عنایت فرمایا ہے۔ بعدہٗ محترم صاحبزادہ صاحب، شام سے قبل کٹک روانہ ہو گئے۔ وہاں پر شام سات بجے پروگرام کے مطابق پریس کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں صاحبزادہ صاحب کے علاوہ محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان، محترم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب امیر صوبائی آندھرا پردیش، محترم مولانا حمید الدین صاحب شمس، مبلغ انچارج بنگال نے بھی شرکت فرمائی۔

مورخہ ۱۶ اپریل کی صبح محترم صاحبزادہ صاحب کٹک سے کیرنگ تشریف لائے۔ جہاں آپ نے نشان کسوف خسوف کے صد سالہ جلسہ میں شرکت فرمائی جو کہ مورخہ ۱۶ اور ۱۷ اپریل کو کیرنگ میں منعقد ہوا۔ جس کی تفصیل اس طرح ہے۔ اس جلسہ کے جملہ انتظامات محترم ڈاکٹر عبد الباسط خان صاحب صوبائی امیر جماعت احمدیہ اُڑیسہ کی زیر نگرانی ایک کمیٹی نے سرانجام دیا۔

بمقام جامعہ مسجد احمدیہ کیرنگ کے صحن میں پہلے روز پہلے اجلاس کی افتتاحی کارروائی ٹھیک ۹ بج کر ۱۵ منٹ پر زیر صدارت محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان شروع ہوئی۔ سب سے پہلے مہمان خصوصی محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان نے لوائے احمدیت لہرایا۔ بعدہٗ خاکسار سید کلیم الدین احمد مبلغ سلسلہ کیرنگ نے تلاوت قرآن کریم کی۔ پھر محترم مولوی شیخ عبد الحلیم صاحب مبلغ انچارج کٹک نے اس کا اُڑیہ ترجمہ سنایا۔ اس کے بعد محترم محمد کلیم صاحب آف کیرنگ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام خوش الحانی سے پڑھا۔ بعد نظم صدر اجلاس نے نہایت ہی مؤثر انداز میں افتتاحی تقریر فرمائی۔ بعدہٗ مہمانِ خصوصی محترم صاحبزادہ صاحب نے پُرسوز اجتماعی دعا کروائی۔ اس کے بعد تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔ جس میں محترم مولانا حمید الدین شمس صاحب مبلغ انچارج بنگال۔ محترم پروفیسر شمس الحق صاحب آف کیندراپاڑہ، ایک غیر مسلم مہمان سوامی دھرم پرکاش مہاراج جنرل سیکرٹری آل اُڑیسہ ڈیوائن لائف سوسائٹی و جناب اشوک کمار جینا مائزرہ سینٹ سائنس بھوبنیشور اور خاکسار نے جلسہ سے خطاب کیا۔ اس دوران ایک نظم جو کہ صد سالہ نشان کسوف و خسوف کی خوشی میں محترم فضل الرحمن خان صاحب آف کیرنگ نے اُڑیہ زبان میں لکھا تھا محترم امجد خان صاحب نے خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔

بعد نماز ظہر و عصر شام ۵ بجے دوسرا اجلاس محترم عبد الباسط خان صاحب صوبائی امیر اُڑیسہ کی زیر صدارت محترم حافظ عطاء اللہ صاحب آف سونگڑہ کی تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوا۔ بعد تلاوت محترم مولوی شمس الحق خان صاحب معلم وقفِ جدید نے اس کا اُڑیہ ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد مکرم محمد نسیم خان صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام خوش الحانی سے پیش فرمایا۔ اس کے بعد تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔ جس میں پہلی محترم مولوی شمس الحق صاحب معلم کیندراپاڑہ نے فرمائی۔ محترم مولوی صاحب کی تقریر کے بعد صوبہ اُڑیسہ کے ایک وزیر محترم ڈاکٹر پرسن کمار پاٹ سانی صاحب کی تقریر ہوئی۔ محترم وزیر صاحب موصوف نے جماعت احمدیہ کی تعریف کرتے ہوئے جماعت کے کاموں کو سراہا اور فرمایا کہ میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ جماعت احمدیہ ترقی یافتہ جماعت ہے۔ اس کے بعد محترم شیخ جاوید صاحب نے ایک اُڑیہ نظم خوش الحانی سے سنائی۔ بعد نظم محترم ڈاکٹر حافظ صالح محمد الہ دین صاحب امیر صوبائی آندھرا پردیش کی تقریر ہوئی۔ محترم حافظ صاحب نے عظیم الشان آسمانی نشان کسوف و خسوف کی قرآن مجید، حدیث نبوی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اور سائنس کی روشنی میں نہایت واضح اور مدلل تقریر فرمائی۔ اس اجلاس کی آخری تقریر محترم مولوی شیخ ہارون رشید صاحب مبلغ سلسلہ بھدرک نے فرمائی۔

دوسرے دن کا پہلا اجلاس محترم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب صوبائی امیر آندھرا پردیش کی زیر صدارت محترم مولوی مصلح الدین صاحب سعدی مبلغ بھوبنیشور کی تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوا۔ ترجمہ محترم مولوی شمس الحق صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ بعد تلاوت مکرم اسماعیل خان صاحب حال مقیم کلکتہ نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا منظوم کلام پیش فرمایا۔ اس کے بعد تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔ پہلی تقریر مکرم مولوی شیخ عبد الحلیم صاحب مبلغ انچارج کٹک کی ہوئی۔ اس کے بعد محترم محمد وقیع صاحب نے ایک نعت پیش کی۔ اجلاس کی دوسری تقریر محترم مولوی فضل محمود صاحب مبلغ سلسلہ کی ہوئی۔ بعدہٗ مکرم ماسٹر مشتاق احمد صاحب کی اُڑیہ زبان میں تقریر ہوئی۔ پھر مقصود احمد صاحب نے اُڑیہ نظم سنائی۔ چوتھی تقریر مکرم مولوی اسمٰعیل خان صاحب مبلغ سورو کی ہوئی۔ اس اجلاس کی آخری تقریر محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری نے فرمائی۔ آپ نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا ذکر کرتے ہوئے جماعت کی دن دوگنی رات چوگنی ترقیات اور کامیابیوں پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے تبلیغ کی طرف توجہ دلائی۔

اختتامی اجلاس

اختتامی اجلاس کی کارروائی محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی زیر صدارت محترم مولوی اسمٰعیل خانصاحب مبلغ سورو کی تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوئی۔ نظم محترم روشن احمد صاحب نے خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ پہلی تقریر محترم مولوی مصلح الدین صاحب سعدی مبلغ سلسلہ بھوبنیشور کی ہوئی۔ دوسری تقریر محترم سید رشید احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ جمشید پور نے کی بعدہٗ محترم اکبر خان صاحب نے ایک اُڑیہ نظم پیش فرمائی تیسری تقریر محترم احسان الحق خانصاحب نے کی۔ اس کے بعد محترم صدر اجلاس نے خطاب فرمایا۔ آپ نے جماعتی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے نظام جماعت کے ساتھ مضبوطی اور اطاعت و فرمانبرداری کا اعلیٰ نمونہ پیش کرنے کی تاکید فرمائی۔ آخر میں محترم شیخ ابراہیم صاحب صدر جماعت احمدیہ کیرنگ نے الوداعی تقریر اور شکریہ احباب ادا کیا۔ اس کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے اجتماعی دعا کروائی اور اس کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ۔

جملہ مہمانان کرام کے قیام و طعام کا انتظام بہت عمدہ تھا۔ اللہ تعالیٰ جملہ انصار، خدام، اطفال، و لجنہ کو جنہوں نے اس جلسہ کو کامیاب بنانے میں حصہ لیا جزائے خیر عطا فرمائے۔ نماز تہجد اور درس کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ اسی طرح جلسہ کے دو دن میں دوران جلسہ لوائے احمدیت نہایت شان کے ساتھ لہراتا رہا۔ اس کی پہرہ داری کے فرائض خدام احمدیت سرانجام دیتے رہے۔ جلسہ کے دوسرے دن محترم صاحبزادہ صاحب نے بعض لوگوں کی خواہش پر چند ایک نکاحوں کا اعلان فرمایا اور حالات کی مناسبت سے خطبہ ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کے دن چار سعید روحوں کو قبول احمدیت کی سعادت ملی۔ الحمد للہ جلسہ کی خبر شام ۱۷ اپریل کو آل انڈیا ریڈیو میں اسی طرح ٹیلیویژن پر جھلکیوں کے ساتھ نشر کی گئی۔ نیز صوبہ اُڑیسہ کے اخبارات میں تفصیل سے رپورٹیں شائع ہوئیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اسکے بہترین نتائج برآمد فرمائے۔ اور عوام الناس کی ہدایت کا باعث بنائے۔ آمین ٭ معذرت:۔ چونکہ یہ رپورٹ دفتر ...

بقیہ خلاصہ خطبہ جمعہ صفحہ 1

اس سلسلہ میں ان لوگوں کو جنہیں نصیحت کی جاتی ہے نصیحت کرنے والے پر فوراً یہ کہہ کر حملہ نہیں کرنا چاہیئے کہ اس کے یا اس کے خاندان کے اندر بھی بعض نقائص ہیں۔ حضور نے فرمایا جو لوگ نصیحت پر مامور ہیں، عہدیدار ہیں، وہ بھی انسان ہیں کمزور ہیں، ان سے یا ان کے متعلقین سے بھی غلطیاں سرزد ہو سکتی ہیں۔ ایسے موقعہ پر جب وہ نصیحت کرتے تو خود بھی شرمندگی کے بوجھ سے دبے چلے جا رہے ہوتے ہیں آئندہ کے لئے غلطیوں سے بچنے کا عہد کرتے ہیں اس لحاظ سے جہاں نصیحتیں کرنے والوں کو میری نصیحت ہے کہ نصیحت کے معاملہ میں تحکم اور طعن و تشنیع کے لہجہ کو نظر انداز کر کے انکسار کے ساتھ دل میں اتر نے والی نصیحت کیا کریں وہاں نصیحتیں سننے والوں کو بھی میری نصیحت ہے کہ یہ نہ دیکھا کریں کون کہہ رہا ہے یہ دیکھا کریں کہ بات کیا کہہ رہا ہے اگر بات سچی کہہ رہا ہے تو باقی باتوں کو نظر انداز کر کے اس پر عمل کرنے کی کوشش کیا کریں۔

حضور نے فرمایا اس ضمن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات جو حکمت و دانائی سے بھری ہوئی ہے ہمیشہ یاد رکھنی چاہیئے کہ حکمت کی بات مومن کی گمشدہ متاع ہے وہ اسے جہاں سے بھی ملے حاصل کر لے اب یہ نہیں فرمایا کہ وہ بات اگر فلاں جگہ ملے یا فلاں شخص سے ملے تو نہ لے بلکہ فرمایا جہاں سے بھی ملے اُسے لے لے۔ اس میں ہمارے لئے یہی نصیحت ہے کہ یہ دیکھیں کہ نصیحت و حکمت کی بات جو کہی جا رہی ہے وہ اچھی ہے یا بری ہے۔ اگر اچھی ہے تو بھول جانا ، طعنہ دینا حسنِ خلق نہیں ہے بلکہ سوسائٹی سے رفتہ رفتہ نصیحت کی قدروں کو ہٹا دینے کے مترادف ہے۔ حضور نے فرمایا۔ انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنی ذات کو نصیحت کرے اور پھر اپنی نصیحت کے دائرہ کو وسعت دے اس میں ایک یہ سبق ہے کہ جب انسان اپنی ذات کو نصیحت کرتا ہے تو کبھی اسکی ذات اس نصیحت کو برا نہیں مناتی کیونکہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اس میں یہ سبق ہے کہ نصیحت کرنے والا جب تک نصیحت سننے والے میں ڈوب کر نہایت دردمندی کے ساتھ نصیحت نہ کرے نصیحت کبھی اثر نہیں کرتی۔

اپنے بصیرت افروز خطبہ جمعہ کو جاری رکھتے ہوئے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے لاکھوں ناظرین کے سامنے حضور انور نے درج ذیل حدیث بیان فرما کر اسکی حسین انداز میں تفسیر بیان فرمائی

ترجمہ:۔ ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کے پانچ حق ہیں۔ سلام کا جواب دینا بیمار ہو تو اسکی عیادت کرنا فوت ہو جائے تو اس کے جنازے پر جانا اسکی دعوت قبول کرنا اور اگر وہ چھینک مارے اور الحمد للہ کہے تو اس کو یرحمک اللہ کہنا۔ ایک روایت میں ہے جب وہ گزرے تو اس کو سلام کہے اور جب وہ اس سے مشورہ مانگے تو اس کو خیر خواہی اور بھلائی کا مشورہ دے۔"

حضور نے فرمایا بظاہر یہ ہیں تو چھوٹی چھوٹی باتیں لیکن یہ ایسی نصیحتیں ہیں جو سوسائٹی کی کایا پلٹ دینے والی اور آپس میں پیار و محبت کے جذبات کو ابھارنے والی ہیں انہی باتوں کے نتیجہ میں معاشرہ محبت کے رشتوں میں بندھتا ہے۔

حضور نے فرمایا معاشرے میں نیکی کے جذبات کو ابھارنے اور مخلوق خدا کی خدمت و ہمدردی کے تحت مذکورہ امور بجا لانے کا حکم ہے لیکن معاشرے میں بعض دفعہ ان امور کو امیروں یا صاحب اثر و رسوخ لوگوں کیلئے اور طریقہ پر استعمال کیا جاتا ہے اور غریبوں کیلئے یہی امور اور طریقے پر انجام دئے جاتے ہیں۔ مثلاً امیر کو اور طرح سلام کیا جاتا ہے اور غریب کا سلام اور طرح کا ہوتا ہے۔ امیر کی یا صاحب مرتبہ آدمی کی تو عیادت کر دی جاتی ہے۔ لوگ تحفے بھی لے جاتے ہیں لیکن غریب کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ امیر فوت ہو جائے تو اس کے جنازے پر لوگوں کی بھیڑ لگ جاتی ہے اور غریب کا جنازہ پڑھنے والا کوئی نہیں ملتا۔ نہ ہی اس کی دعوت قبول کی جاتی ہے۔

حضور نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نصیحت میں غریب اور امیر کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ فرمایا ہے کہ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر یہ حق ہیں۔ پس ان حقوق کو نیکی اور تقویٰ کے جذبہ کے تحت ادا کرنا چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ نصیحت کہ جب کوئی چھینک مار کر الحمد للہ کہے تو اس کو یرحمک اللہ کہو طب کی اس ترقی کے دور میں اس نصیحت کی حکمت بھی واضح ہو گئی ہے کہ دراصل انسان کو چھینک اس وقت آتی ہے جبکہ ناک کے راستہ سے کوئی ذرہ دماغ کی طرف حرکت کر رہا ہو اگر وہ دماغ تک پہنچ جائے تو سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے چھینک کا نظام قائم فرمایا کہ نہایت زور سے وہ ذرہ نیچے کی طرف آ جاتا ہے۔ اور فرمایا اس موقع پر الحمد للہ کہو اللہ کا شکر ادا کرو اور جو سنے وہ یرحمک اللہ کہے کہ اللہ نے تم پر رحم فرمایا اور آئندہ بھی فرماتا رہے۔ خطبہ جمعہ کے آخر میں حضور نے فرمایا۔ اپنے ماحول میں پیار اور محبت سے نصیحت کرنے کی عادت ڈالیں۔ تو پھر اللہ تعالیٰ آپکی ذمہ داریاں آسان فرما دے گا۔ ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق نصیحت اختیار کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور آپکی باتوں میں اثر پیدا کرے آمین:۔

بقیہ اداریہ صفحہ 2

یہ ثابت کریں گے کہ تبلیغ اسلام تو درکنار آج احمدیوں کو گالیاں نکالنے والے اور انگریزوں کے غلام کہنے والے یہ علماء اُس وقت انگریزوں کی چاپلوسی کرنے میں اول نمبر پر تھے۔

تمام عمر حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے انگریزوں اور عیسائیوں سے مذہبی طور پر جو لوہا لیا اسی وقت کے مسلم دانشوروں نے اس کی بہت تعریف کی ہے۔ چنانچہ اس کا ذکر حضرت شاہ رفیع الدین اور مولانا اشرف علی تھانوی کے دو ترجموں والے معجز نما قرآن شریف کے دیباچہ میں یوں ملتا ہے (یہ عبارت بعد میں نکال دی گئی ہے ابتدائی تراجم میں موجود ہے)۔

"اس زمانہ میں پادری لیفرائے پادریوں کی ایک بہت بڑی جماعت لے کر اور حلف اُٹھا کر ولایت سے چلا کہ تھوڑے سے عرصہ میں تمام ہندوستان کو عیسائی بنا لوں گا۔ ولایت کے انگریزوں سے روپیہ کی بڑی مدد اور آئندہ کے مسلسل وعدوں کا اقرار لے کر ہندوستان میں داخل ہو کر بڑا تلاطم برپا کیا۔ حضرت عیسیٰ کے آسمان پر بجسم خاکی موجود ہونے اور دوسرے انبیاء کے زمین میں مدفون ہونے کا حملہ عوام کے لئے اس کے خیال میں کارگر ہوا تب مولوی غلام احمد قادیانی (حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام ناقل) کھڑے ہو گئے اور لیفرائے اور اس کی جماعت سے کہا کہ عیسیٰ جس کا تم نام لیتے ہو دوسرے انسانوں کی طرح فوت ہو کر دفن ہو چکے ہیں۔ اور جس عیسیٰ کے آنے کی خبر ہے وہ میں ہوں پس اگر تم سعادت مند ہو تو مجھ کو قبول کر لو اس ترکیب سے اس نے لیفرائے کو اس قدر تنگ کیا کہ اس کو اپنا پیچھا چھڑانا مشکل ہو گیا اور اس ترکیب سے اس نے ہندوستان سے ولایت تک کے پادریوں کو شکست دے دی۔" (دیباچہ معجز نما قرآن شریف مترجم صفحہ ۳ مطبوعہ ۱۹۳۴ء مطبع اصح المطابع دہلی)

اسی طرح مولانا ابوالکلام آزاد نے لکھا:۔

"غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گراں بار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایت اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آتے قائم رہے گا۔" (اخبار وکیل امرتسر جون ۱۹۰۸ء)

اسی طرح بیسیوں مسلم دانشور ہیں جنہوں نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو عیسائیوں کے بالمقابل مرد میدان قرار دیا ہے

قارئین کرام ان سب حوالہ جات کو پڑھ کر تعجب کریں گے کہ پھر وہ کونسی بات ہے جسکی بناء پر علماء جماعت احمدیہ کو انگریزوں کا خود کاشتہ پودا اور ہندوستان میں انگریزوں کے مفادات کا تحفظ کرنے والے کہتے ہیں انشاء اللہ ہم آئندہ گفتگو میں اس پر کسی قدر روشنی ڈالیں گے اور بتائیں گے کہ دراصل انگریزوں کے مفادات کو احمدیوں نے نہیں بلکہ ان علماء اسلام کہلانے والوں نے تحفظ دیا ہے۔

—(باقی)—

(منیر احمد خادم)

افسوس اہلیہ محترمہ محترم فخر دین صاحب مالاباری درویش مرحوم وفات پاگئیں

قادیان ۲۷ اگست: نہایت افسوس کے ساتھ قارئین بدر کو اطلاع دی جارہی ہے کہ کل مورخہ ۲۶ اگست بوقت رات سوا دس بجے محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم فخر دین صاحب مالاباری درویش وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وفات سے ایک دن پہلے موصوفہ کو دل کا شدید حملہ ہوا جس کے بعد احمدیہ شفاخانہ میں داخل کروایا گیا۔ مرحومہ وہاں چوبیس گھنٹے زیر علاج رہیں لیکن حملہ اس قدر شدید تھا کہ بالآخر اپنے مولیٰ حقیقی کے حضور حاضر ہوگئیں۔ بوقت وفات مرحومہ کی عمر قریباً ۷۰ سال تھی مرحومہ نہایت ہی ملنسار، نیک اور صوم و صلوٰۃ کی پابند تھیں۔ درویشی دور میں آپ نے بہت ہی صبر و شکر کے ساتھ دن گزارے

دوسرے دن ۱۱ بجے مرحومہ کی نماز جنازہ محترم مولوی جلال الدین صاحب قمر قائمقام ناظر اعلیٰ قادیان نے پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ مرحومہ نے اپنے پیچھے دو بیٹے چھوڑے ہیں جو دونوں ہی شادی شدہ ہیں۔ بڑے بیٹے مکرم مولوی رفیق احمد صاحب مالاباری بحیثیت منیجر اخبار بدر خدمت سلسلہ کی توفیق پارہے ہیں۔

ادارہ بدر اس سانحہ ارتحال پر مرحومہ کے جملہ افراد خاندان و لواحقین بالخصوص مکرم مولوی رفیق احمد صاحب مالاباری منیجر بدر سے دلی تعزیت کرتا ہے اور دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، پسماندگان کا حافظ و ناصر ہو اور انہیں صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(ادارہ)

تصحیح

بدر کے گذشتہ شمارہ (مورخہ ۲۵ اگست) کے پہلے صفحہ پر سہواً شرائط نمبر ا میں حضرت مسیحؑ کی جگہ حضرت مسیح موعود لکھا گیا ہے۔
اسی طرح شمارہ نمبر ۳۴ کے بجائے ۳۵ لکھا گیا ہے
احباب اس کی درستی فرمالیں۔ جزاکم اللہ۔

(ادارہ)

ارشادِ نبوی
التَّعْزِيَةُ مَرَّةً
(تعزیت ایک دفعہ ہی کافی ہے)
(منجانب)
سیکرٹری ازار کین جماعت احمدیہ بمبئی

طالبانِ دعا:
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶۔ سینگولین کلکتہ۔ ۷۰۰۰۰۱

طالبِ دعا: محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم
M/s NISHA LEATHER
SPECIALIST IN:- LEATHER BELTS, LEATHER LADIES AND GENTS BAG, JACKETS, WALLETS ETC.
19 A, JAWAHAR LAL NAHRU ROAD
CALCUTTA - 700081

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرّحیم
جیولرز
پروپرائیٹر
سید شوکت علی اینڈ سنز
خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری نارتھ ناظم آباد
کراچی۔ فون: ۶۳۹۲۴۳

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
لہرا جیولرز
M/s PARVESH KUMAR S/o SHRI GIRDHARI LAL
GOLD SMITH, MAIN BAZAR, QADIAN-143516.

روایتی زیورات جدید فیشن کیساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹرز:-
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان
PHONE-04524-649.

C.K.ALAVI RAHMAN WOOD INDUSTRIES
MAIDI NAGAR, WANIYAMBALAM - 679339.
(KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

FOR DOLOO SUPREME
CTC TEA IN 100 GMS & 200 GMS POUCHES.
Contact - TAAS & CO
P 48 - PRINSEP STREET CALCUTTA - 700072
PHONES - 265287, 279302

NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
34 A- DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD. CALCUTTA-15

YUBA
QUALITY FOOTWEAR
بانی پولیمرز
کلکتہ۔ ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز
43-4028-5132-5206